شیعہ اور امام غائب
وصی اللہ عبد الحکیم مدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾

(الصف: ٦١/٨)

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے گو کافر برا مانیں۔

تالیف

وصی اللہ عبد الحکیم مدنی

استاد کلیہ عائشہ صدیقہ جھنڈا نگر، نیپال

مراجعہ

مولانا عبد المنان سلفی

ایڈیٹر ماہنامہ "السراج" جھنڈا نگر، نیپال

ناشر

مرکزی جمعیت اہل حدیث، نیپال

نام کتاب:..................شیعہ اور امام غائب
مؤلف:..................وصی اللہ عبدالحکیم مدنی
مراجعہ..................مولانا عبدالمنان سلفی
تقدیم:..................مولانا شمیم احمد ندوی
تقریظ:..................مولانا شہاب الدین مدنی
صفحات:..................96
تعداد:..................1100
سن طباعت:..................فروری ۲۰۱۳ء
ناشر:.................. مرکزی جمعیت اہل حدیث، نیپال
کمپوزنگ:.................. عتیق الرحمٰن سراجی
قیمت:..................Rs 30

ملنے کے پتے

۱۔السنّہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفئر سوسائٹی، لالہ باغ، دوبگا، لکھنؤ، یوپی۔
۲۔جامعہ سراج العلوم السّلفیہ، جھنڈانگر، کرشنانگر، کپل وستو، نیپال۔
۳۔مرکز السنۃ، ایکلا، روپندیہی، نیپال۔
۴۔ریاض بک ڈپو، بڑھنی بازار، سدھارتھ نگر۔
۵۔خاں بک ڈپو، پرساچوراہا، روپندیہی، نیپال۔
۶۔رحمانی کتاب گھر وجنرل اسٹور، کلیہ عائشہ صدیقہ، جھنڈانگر، کرشنانگر، نیپال

انتساب

۞ بابصیرت علماء، مخلص دعاۃ اور بالغ نظر مصنفین کرام کے نام جنھوں نے کتاب وسنت کی آفاقی وسنہری تعلیمات اور رہنما اصولوں کے خلاف معرض وجود میں آنے والی ایمان شکن تحریروں، کتابوں اور گمراہ وگمراہ گر فرقوں کے فاسد عقائد ونظریات کی تردید میں اپنی زبان وقلم کو شمشیر بے نیام کردیا اور تادم واپسیں سلفی منہج وفکر اور صحیح فہم وفراست کی بالادستی کو قائم رکھتے ہوئے سلف صالحین کے افکار، فرمودات اور صحیح عقائد کے منافی امور ومعتقدات کی بیخ کنی کی اور ان کے تمام بودے دلائل وبراہین کی حقیقت سے امت مسلمہ کو آگاہ فرمایا۔

☆☆☆☆

۞ مشفق ومہربان اور باغیرت اساتذۂ کرام کے نام جن کے اخلاص ومحبت، فیض تربیت اور مخلصانہ دعاؤں سے مجھے اللہ نے دین محمدی کی خدمت کی توفیق بخشی۔

۞ امام شعبی ۔عامر بن شرحبیل ۔رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"إن الشيعة يهود هذه الأمة"
(فجر الإسلام :ص:۲۷۷)

ترجمہ:شیعہ اس امت کے یہود ہیں۔

☆☆☆☆☆

۞ شیخ احمد بن حجر ہیتمی فرماتے ہیں کہ:

ما آن لِلسّرداَبِ اَن يَلِدَ الَّذِى
سميّتُموه بِزَعمِكُم انساناً
فعلى عُقُولِكُم العَفاءُ فَانَّكُمْ
ثَلَّثْتُمُ العَنْقاءَ وَالغيلانَا
(الصواعق المحرقة: ص:٦٨)

ترجمہ: آج تک کس نے تہ خانے کو کوئی انسان پیدا کرتے دیکھا ہے
تمہاری عقلوں پر ماتم ہو،تم نے دیو پیکر مرغ کے
افسانہ میں ایک اور اضافہ کردیا ہے۔

فہرست موضوعات

❁ امام ابوزرعہ رازی (عبید اللہ بن عبدالکریم، م۲۶۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

"جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ کسی صحابی رسول ﷺ کی تنقیص کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ برحق ہیں، قرآن کریم حق ہے اور جو کچھ رسول اور قرآن کے ذریعہ آیا ہے وہ برحق ہے اور یہ سب کچھ ہم تک صحابہ کرام ہی نے پہونچایا ہے، وہ لوگ شاید ہمارے صحابہ کرام کی تجریح کرکے کتاب وسنت کو باطل کرنا چاہتے ہیں، جب کہ وہ گستاخ جرح کے زیادہ مستحق ہیں، اس لئے کہ وہ زندیق ہیں"۔ (تهذيب التهذيب: ٥٣٦/١)

☆☆☆☆☆

❁ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ:

"اہل سنت والجماعت شیعوں کے طور طریقے سے براءت کا اعلان کرتے ہیں، جو کہ صحابہ سے بغض رکھتے اور انھیں سب وشتم کرتے ہیں، اسی طرح نواصب (خوارج) کے طریقہ سے بھی براءت ظاہر کرتے ہیں، جو کہ اہل بیت کو اپنے قول وفعل کے ذریعہ ایذاء پہونچاتے ہیں"۔ (العقيدة الواسطية)

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

از قلم: جناب مولانا شمیم احمد ندوی رحفظہ اللہ وتولاہ

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث، نیپال

ناظم جامعہ سراج العلوم السّلفیہ، جھنڈا نگر، نیپال

اسلام کی طویل تاریخ کا اگر بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت آشکارا ہوگی کہ اس کو بیرونی طاقتوں، باہری حملہ آوروں، کفر وشرک اور عیسائیت ومجوسیت کی جانب سے برپا کی جانے والی معرکہ آرائیوں نے اس قدر نقصان نہیں پہونچایا جتنا کہ اسلام کے نام لیواوں ہی کے درمیان سے وجود میں آنے والی شیعہ تحریکات نے اس کو ہر محاذ پر نقصان پہونچایا اور اس کے وجود کے لئے خطرناک ثابت ہوئیں، یہ نقصان عقیدہ وفکر کے محاذ پر بھی پہونچا کہ شیعی افکار ونظریات اور شیعی گمراہ کن عقائد نے اسلام کی صاف وشفاف تصویر کو داغدار کیا اور سیاسی محاذوں پر بھی کہ شیعی سازشوں اور اسلام کا نام ونشان مٹانے کے لئے کی جانے والی اس کی کوششوں نے اسلام کی فتوحات کا راستہ روکا اور اس کے بڑھتے قدموں کو پابہ زنجیر کیا اور اس کو ایسا ناقابل تلافی نقصان پہونچایا کہ اس کی بھرپائی آج تک نہ ہوسکی بلکہ قرن اول میں پیدا ہونے والی شیعہ وسنی تفریق اور ان کے درمیان حائل کی جانے والی خلیج گزرتے وقت کے ساتھ اور تغیر پذیر زمانہ کے ساتھ مسلسل گہری ہوتی جارہی ہے اور حبّ اہل بیت کے نام پر انھوں نے پوری ملت کے درمیان اس قدر تفرقہ وانتشار پیدا کیا کہ کئی خانوں میں تقسیم ہوجانے والی یہ امت آج تک متحد نہ ہوسکی اور مختلف محاذوں پر بٹ جانے کی بنا پر اپنے دشمنوں کے

لئے لقمہ تر بنی رہی، اور اس کی وحدت پارہ پارہ ہوگئی۔

رسول اکرم ﷺ نے نسلی تفاخر اور خاندانی امتیازات کو مٹا کر تمام مسلمانوں کو یکساں حقوق عطا کئے تھے اور امامت وقیادت کے لئے اہلیت وصلاحیت اور تقوی وصالحیت کو شرط اولین قرار دیا تھا نہ کہ نسلی امتیازات اور احساس تفاخر کو اور اگر ایسا نہ ہوتا تو فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسا اعلی خاندان کا فرد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جیسے غلام زادہ کی امارت پر ہرگز راضی نہ ہوتا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے زیر ہدایت ایک محکوم سپاہی کی حیثیت سے جہاد نہ کرتے، اسی طرح حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو بڑے بڑے جلیل القدر وہ صحابہ جو خاندان قریش سے تعلق رکھتے تھے سیدی کہہ کر مخاطب نہ کرتے، رسول اکرم ﷺ خاندان پرستی کی جڑیں کاٹ دی تھیں اور نسلی امتیازات کو پیروں کے نیچے روند دیا تھا اور خاندانی عظمت وتفاخر اور نسلی بنیادوں پر احساس برتری کی کوئی گنجائش نہ چھوڑی تھی ورنہ یہ کیوں کر ممکن تھا کہ صرف حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو چھوڑ کر سارے صحابہ کرام حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت پر متحد ہو جاتے اور مہاجرین وانصار پر مشتمل پوری امت اپنی خاندانی برتری کو فراموش کر کے اور مہاجر وانصار کے بنیادی فرق کو پس پشت ڈال کر شخص واحد کی امارت وقیادت کو تسلیم کر لیتی پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بناتے ہوئے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا انتخاب کرتے ہوئے پوری ملت بے نظیر اتحاد کا ثبوت دیتے ہوئے ان کے جھنڈے کے نیچے کیوں کر جمع ہوسکتی تھی اور اگر خاندانی وجاہت یا خاندانی عظمت قیادت وسیادت کی بنیاد بنتی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر اور حضرت عمر کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

کیوں کراس عظیم ذمہ داری کے اٹھانے سے محروم کئے جاتے اوران کے ناموں پر ایک بار بھی غور نہ کیا جاتا۔

لیکن بدقسمتی سے رسول اکرم ﷺ نے جن نسلی عصبیت اور جن خاندانی امتیازات کا اپنی بے نظیر تعلیمات کے ذریعہ قلع قمع کیا تھا وہ صرف تیس سال بعد عجمی سازشوں کے نتیجہ میں دوبارہ عود کرآئیں اوران کی ریشہ دوانیوں کے نتیجہ میں ہاشمیوں وامویوں کی وہ دیرینہ لڑائیاں جن کو اسلام نے مٹا کران کو صرف اپنے اپنے خاندان کی بالادستی قائم کرنے کے لئے میدان جنگ میں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو گئے جس کی بنیاد اس وقت پڑی جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے درمیانی عرصہ میں ۳۰ھ میں ایک صنعانی یہودی عبداللہ بن سبا نے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے اسلام کا جامہ پہنا، یہ اپنے عزائم وناپاک ارادوں میں رأس المنافقین عبداللہ بن سبا کی بروز ثانی تھا اس نے مسلمانوں کی غفلت اور نومسلموں کی ناواقفیت کا فائدہ اٹھا کر امت میں شیعی افکار کا پرچار شروع کیا اور مسلمانوں کو دھڑوں میں تقسیم کرنے کے لئے اپنے خفیہ ایجنڈے پرکام کرنے لگا اور مسلمانوں میں جس نسلی امتیازات کو پامال کیا جا چکا تھا ان کو ازسر نو زندہ کیا اور حبّ علی رضی اللہ عنہ یا حبّ اہل بیت کے نام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت یا احق خلافت ہونے کا برملا پرچار کرنے لگا اور مدینہ، بصرہ، کوفہ، دمشق اور قاہرہ تمام مرکزی شہروں میں کچھ کچھ دن قیام کر کے اپنے گمراہ کن عقائد وخیالات کو پھیلانے کوشش کی، مدینہ منورہ میں تو صحابہ کرام کی موجودگی کی وجہ سے اس کو اپنے مکروہ مقاصد میں کامیابی نہیں ملی لیکن کوفہ وبصرہ جہاں کے لوگوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دینی رہنمائی نہیں حاصل تھی، وہاں کے نومسلم ونوجوان اور مجوسی ماحول کے پروردہ لوگ اور مجوسیت کی احیاءنو کے خواہش مندوہ

لوگ جن کے دلوں میں اسلام ابھی راسخ نہیں ہوا تھا اس کے دام فریب کے شکار ہو گئے اور اس کے بچھائے جال اور دام ہمرنگ زمین میں گرفتار ہو گئے، دمشق میں اس کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیرکی ودانائی اوران کی ذہانت وفطانت کی وجہ سے کامیابی نہیں ملی لیکن مصر جو مرکز اسلام مدینہ سے کافی دور تھا وہاں اس کو خاطر خواہ کامیابی ملی اور اس طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت پھر جنگ جمل وجنگ صفین اور خوارج کا فتنہ اور دیگر غیر اسلامی عقائد ونظریات کا اسلام میں دخول اور اسلام کی صاف وشفاف تصویر کو داغدار کرنے کی سازشوں میں کامیابی یکے بعد دیگرے ہوتی چلی گئی اور سب سے زیادہ نقصان جو امت مسلمہ کو پہونچا وہ یہ تھا کہ اس کی وحدت پارہ پارہ ہوگئی اور ہاشمیوں اور امویوں کی پرانی عداوتیں اور خاندانی عصبیتیں جن کو اسلام نے مٹا دیا تھا ازسرنو زندہ ہو گئیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران حضرت علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما کی باہمی کشمکش، مسلمانوں کی دو طاقتوں کے درمیان تقسیم-خوارج سمیت نئے نئے گمراہ فرقوں کی پیدائش-اور بنی امیہ کی خاندانی وموروثی حکومت پھر عباسیوں کے ہاتھوں ان کی تباہی وبربادی اور عالم اسلام پران خانہ جنگیوں کا مہیب سایہ اور اثرات اور دشمنوں کے دل سے ان کا رعب نکل جانا اور اسلام کی فتوحات کا دائرہ سمٹ جانا اگر گہرائی میں جا کر ان سب کے اسباب تلاش کئے جائیں تو سب کے پس پردہ اسی خاندانی عصبیت اور نسلی تفاخر کا ہی سراغ لگے گا اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت اور خلافت کے لئے شیخین رضی اللہ عنہما کے اوپر ان کے استحقاق کو یہ کہہ کر نہ ثابت کیا جاتا کہ بوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے وہ پوری امت سے افضل ہیں اور سب سے زیادہ مستحق خلافت بھی تو شیعان علی کا برپا کیا ہوا یہ فتنہ کبھی کامیاب نہ ہوتا، شیعان علی کا یہ فتنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت اور ان کے 72

نفری قافلہ کی تباہی وہلاکت سے ہوتا ہوا اورامت میں تفرقہ وانتشار برپا کرتا ہوا، بنی امیہ کے 90 سالہ اقتدار کا بے رحمی سے خاتمہ کرتا ہوا عباسی دورحکومت کے پورے 500 سالہ عہد تک جاری رہا،اس دوران مسلمانوں کی خانہ جنگیوں کے نتیجہ میں جتنی بھی تباہی وبربادی ہوئی ان میں سے بیشتر کا منبع وماخذ یہی شیعی سازشیں ہیں جنھوں نے اسلام دشمنی کی اپنی فطرت کی تسکین کے لئے اسلام کی جڑیں کھودنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اوران کی برپا کی ہوئی سازشوں کے نتیجہ میں لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان تہ تیغ کئے گئے،ان کے پورے اعمال وعقائد اوران کی سیاسی تحریکات سب تضادات کے شکاررہے،بنی امیہ کی مضبوط وطاقتورحکومت کے تاخت وتاراج کرنے کے بعدبھی یہ چین سے نہ بیٹھے اورعباسی خکومت کے پورے 500 سوسالہ دوراقتدار میں ان کی بغاوتوں اورخروج کا سلسلہ جاری رہا، اگران کا مقصداموی حکومت کے خاتمہ کے بعد ہاشمی خاندان میں حکومت کا قائم کرنا ہوتا تو یہ عباسی حکومت کے خلاف کبھی باغیانہ کردارنہ اپناتے بلکہ اس کواپنی حمایت وتعاون سے نوازتے لیکن ان کا مقصدتو پورے اسلام کی عمارت کومنہدم کرنا اور پورے اسلامی عروج واقتدارکا خاتمہ کرناتھا، ہمیں اسلام کی پوری تاریخ یہ بتانے کے لئے کافی ہے کہ ان کی ساری ریشہ دوانیوں اورتگ ودوکا ماحصل اسلامی قوت وطاقت کے سرچشمہ کوختم کرنا تھانہ کہ اعدائے اسلام کے خلاف کوئی جہاد، انھوں نے کسی بھی مسلمہ اسلامی حکومت کوچین سے نہ بیٹھنے دیااورسب کا ناطقہ بندرکھااورکبھی کسی عیسائی حکومت یاغیراسلامی طاقت کے خلاف کسی فوج کشی وجہادمیں حصہ نہ لیا،اس طرح ایک سرسری سیاسی تجزیہ کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ بحیثیت مجموعی اسلام کے دشمن تھے نہ کہ کسی خاص اسلامی حکومت کے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں عبداللہ بن سبا کے کوفی وبصری

متبعین جو شیعان علی بعد میں کہلائے ان کا ہاتھ ہونے سے کس کو انکار ہے، جنگ جمل اور جنگ صفین میں ان کا جو مجرمانہ کردار ہے وہ کس سے مخفی ہے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں کوفی بدعہدوں ودھوکہ بازوں کا کتنا حصہ ہے جو آج تک اپنی اس حرکت پر شرمندہ ہونے کے بجائے مگرمچھ کے آنسو بہائے جارہے ہیں، یہ کون نہیں جانتا حکومت بنی امیہ کے خلاف ان کی خفیہ ریشہ دوانیوں پر کون پردہ ڈال سکتا ہے پھر عباسی حکومت کے خلاف ان کی شبانہ روز خفیہ سرگرمیوں و بغاوتوں اور ان کے آئے دن خروج کے واقعات پر کون خاموش رہ سکتا ہے غرض کہ سیاسی اعتبار سے اسلام کو کمزور کرنے میں اکیلے ان شیعوں کا جتنا ہاتھ ہے اتنا اندرونی و بیرونی طاقتوں میں سے کسی کا ہاتھ نہیں ہے اور جتنا نقصان اسلام کو ان کے سیاسی نظریات اور عقائد وافکار سے پہونچا ہے اور مختلف ناموں و پہچانوں سے ان کے جو سینکڑوں فرقے وجود میں آئے ہیں اگر اسلام مخالف تمام تحریکات اور تمام فرق ضالہ کو اکٹھا کر دیا جائے تو معلوم ہوگا کہ شیعی تحریکات اور ان کے گمرہ کن افکار و خیالات کے ذریعہ پہونچنے والے نقصانات اپنے حجم اور دائرہ اثر کی وسعت کے لحاظ سے سب کے مجموعی نقصانات سے زیادہ ہیں۔

اسلام کے عہد اولین یا ابتدائی دو صدیوں تک شیعوں کے جو فرقے وجود میں آئے ان کا سرسری تعارف ہی اس قدر باعث طوالت ہے کہ یہ مختصر مقدمہ الکتاب اس کا متحمل نہیں ہوسکتا صرف نام کا جان لینا کافی ہے، شیعہ اولیٰ، شیعہ تفضیلیہ، شیعہ تبرائیہ، شیعہ خوارج، شیعہ غلاۃ، شیعہ کاملیہ، شیعہ کیسانیہ، شیعہ مختاریہ، شیعہ ہاشمیہ، شیعہ مغیریہ، شیعہ بنانیہ، شیعہ زیدیہ اور شیعہ جناحیہ وغیرہ ان میں سے چند ایک ہیں جب کہ ان میں تقسیم در تقسیم ہوتی گئی اور شاخ در شاخ قائم ہوتی گئی مثلاً صرف شیعہ خوارج میں ضحاکیہ معبدیہ، ثعلبیہ، شعبیہ، ازارقہ، اور عبادیہ وغیرہ متعدد فرقے کوفہ، بصرہ حضرموت، عمان

یمن اور فارس وغیرہ میں پیدا ہوئے اور ان کے عقائد وافکار نہ صرف ایک دوسرے سے جدا بلکہ بیشتر حالات میں ایک دوسرے کے برعکس اور متضاد ہیں اور کمال یہ ہے کہ سب اپنے کو شیعان علی میں شمار کرتے ہیں، ان میں سے بیشتر فرقوں کا اب دنیا میں وجود باقی نہیں رہا، لیکن آج بھی دنیا میں مسلمانوں کے نام پر جو نئے ادیان و مذاہب پائے جاتے ہیں ان سب کا منبع ومصدر یہی شیعیت ہے، چنانچہ باطنیہ، اسماعیلیہ، اثنا عشریہ، رافضیہ، بوہرہ اور دیگر بے شمار گمراہ فرقے اسی شیعیت کی پیٹ سے نکلے ہیں۔

ان شیعوں نے اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں اسلام کو سیاسی وعقائدی اعتبار سے جو نا قابل تلافی نقصان پہونچایا ہے اس کا مختصر تذکرہ بھی اسلام کی شفاف پیشانی کو داغدار کرنے کے لئے کافی ہے۔

انھیں گمراہ فرقوں اور ظلم وجور کے خوگر بھیڑیوں میں سے ایک گروہ کا نام قرامطہ تھا جنھوں نے اپنی ترکتازیوں اور غارت گریوں سے پورے عالم اسلام کے امن وسکون کو خاک میں ملا دیا، جس کی تفصیلات ہر کلمہ گو مسلمان کا کلیجہ خون کرنے کے لئے کافی ہے، ان غارت گروں کا تعلق زیدی شیعوں سے تھا جن کے ایک ظالم جانشین نے اپنے ظلم وجور میں فرعون کی حرکتوں کو بھی کمتر ثابت کر دیا، اس ابوطاہر قرمطی نام کے شخص نے عین ایام حج میں مکہ معظّمہ پر حملہ کر کے اللہ کے مہمانوں یعنی حجاج بیت اللہ الحرام کا قتل عام کیا اور خانۂ کعبہ کی حرمت کو پامال کر کے اس کو بے گناہوں کے خون سے رنگین کر دیا، چاہ زمزم کو مقتولین کی لاشوں سے پاٹ دیا، حجر اسود کو گرز مار کر توڑ دیا اور اسے دیوار کعبہ سے جدا کر کے گیارہ روز تک یوں ہی پڑا رہنے دیا، پھر سنگ اسود کو اونٹ پر لاد کر اپنے ہمراہ اپنے دار السلطنت ہجر (علاقہ بحرین) کی طرف لے گیا مسلمانوں نے حجر اسود کے عوض 50 ہزار دینار دینے کی پیش کش کی لیکن وہ حجر اسود، خانہ کعبہ اور مسجد حرام کی اہانت

و بے حرمتی سے کم پر راضی نہ ہوا اور پوری دنیا کے مسلمانوں کی دل آزاری پر خوش ہوا، **21** سال کے بعد حجر اسود کو دوبارہ لا کر خانہ کعبہ میں نصب کیا جا سکا۔

ایک زمانہ تک دیلمیوں نے جو کہ شیعہ تھے، عباسی حکومت کو یرغمال بنا کر رکھا اور عباسی خلفاء کی بے انتہا تذلیل کی، ان میں سے کسی کو اندھا کیا، کسی کو قید کیا اور کسی کو بے رحمی سے قتل کیا، ان کم بختوں نے دیگر گمراہ کن عقائد کے ساتھ تناسخ کے مشرکانہ عقیدہ کو فروغ دیا، (جو کہ شیعوں کا ایک پرانا گمراہ کن عقیدہ تھا) اور اس کی علانیہ تبلیغ کی ان میں سے ایک نے دعوی کیا کہ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روح ہے، اس کی بیوی نے دعوی کیا کہ اس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روح ہے، ایک اور شخص پھر کیوں پیچھے رہتا اس نے دعوی کر دیا کہ اس میں حضرت جبرئیل امین کی روح ہے، ۳۵۱ھ میں اسلامی سلطنت کے پایہ تخت بغداد کے اندر شیعوں کا اس قدر زور ہو گیا کہ معز الدولہ دیلمی نے اتنی جسارت کا مظاہرہ کیا کہ خاص جامع مسجد بغداد کے دروازہ پر اس نے ایک عبارت لکھوائی جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لعنت بھیجی گئی، اسی ملعون معز الدولہ نے ۱۸ر ذی الحجہ ۳۵۱ھ کو بغداد میں عید منانے کا حکم دیا اور اس عید کا نام ''عید خم غدیر'' تجویز کیا، اس جعلی و فرضی عید پر خوب خوشیاں منائی گئی ، ڈھول بجائے گئے، اور چراغاں کیا گیا، یہ وہ منحوس دن تھا جس میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تھا، اس عید کی ایجاد نے شیعوں میں خوب رواج پایا اور آج بھی کہیں نہ کہیں جاری ہے اور اس کو جوش و خروش سے منایا جاتا ہے، آج ۱۰ر محرم الحرام یوم عاشورہ کو شیعان عالم (جو دنیا کے ہر حصہ میں) پائے جاتے ہیں، یوم ماتم کے طور پر مناتے ہیں یہ بھی اسی کی ایجاد ہے جسے ۳۵۲ھ میں رواج دیا گیا اور آج تک نہ صرف جاری و ساری ہے بلکہ ایک بڑے فتنہ کا موجب ہے، اس نے ایک سرکاری حکم جاری کیا کہ حضرت

حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے غم میں تمام دوکانیں بند کردی جائیں اور بیع وشراء بالکل موقوف کردیا جائے اور شہرودیہات کے تمام آدمی ماتمی لباس پہنیں اور عورتیں اپنے بال کھولیں، چہروں کو سیاہ کریں اور کپڑوں کو پھاڑتے ہوئے سڑکوں اور بازاروں میں منہ نوچتی ہوئی اور سینہ کوبی کرتی ہوئی نکلیں، شیعوں نے تو بخوشی اس سرکاری حکم کی تعمیل کی لیکن سنیوں کو کسی طرح بھی شرک وبدعات کے یہ علانیہ مظاہرے پسند نہ آئے لیکن حکومت کے خوف سے وہ دم بخود اور خاموش رہے اور اس میں شرکت نہ کی لیکن اگلے سال ان کو جبراً اس تقریب ماتم اور سینہ کوبی میں شرکت کے لئے مجبور کیا گیا، ان کی دینی غیرت یہ برداشت نہ کرسکی اور انھوں نے اس حکم کو ماننے اور اس کو بجالانے سے انکار کردیا جس سے وہ حکومت کے عتاب کا شکار ہوئے اور شہر بغداد میں شیعہ سنی فسادات ہوئے، اس میں شیعہ حکومت نے ان مظلوم سنیوں کے زور وطاقت کو کچل دیا اور بہت بڑے کشت وخون کے نتیجہ میں ہزاروں سنی مسلمان مارے گئے، لیکن ہمارے ہندوستان و نیپال کے ان سنی مسلمانوں کی دینی غیرت قابل داد ہے جو آج بغیر کسی سرکاری دباؤ اور جبر کے اس ماتمی تقریب میں اپنی مرضی سے شرکت کرتے ہیں، تعزیے بناتے ہیں، انھیں پوجتے ہیں، سینہ کوبی کرتے ہیں اور انھیں شیعوں سے ماتمی اصول اور اسرار ورموز سیکھتے ہیں، جنھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کو اپنے گمراہ کن عقائد کا حصہ بنا رکھا ہے، ان شیعوں نے اپنی ملی غیرت کا جنازہ نکال رکھا ہے اور پھر اس پر خوش ہوتے ہیں کہ انھوں نے واقعات کربلا اور شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا حق ادا کردیا، ان بے حمیت شیعوں اور ان کے علماء نے شیعی پروپیگنڈوں سے متاثر ہوکر واقعات کربلا کو اس طرح حق وباطل کی جنگ بنادیا ہے کہ جیسے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں اس سے بڑا معرکہ حق وباطل کبھی پیش ہی نہیں آیا۔

ان دیلمی شیعوں نے اپنی سازشی چالوں سے تخت بغداد پر تصرف حاصل کر کے خلفائے بغداد کو اس طرح بے دست و پا کر دیا تھا کہ ان کی حیثیت شطرنج کے مہروں اور ربر اسٹامپ سے زیادہ نہ تھی۔

اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا روح فرسا واقعہ جو پیش آیا وہ تاتاریوں اور ہلاکو کی فوجوں کے ہاتھوں خلافت عباسیہ کی عبرت ناک تباہی ہے جس میں نہ صرف یہ کہ خلافت اسلامیہ کی بنیادیں ہل گئیں بلکہ اس کی مرکزیت کا خاتمہ ہو گیا، تاتاریوں کے اس حملہ میں صرف بغداد میں تقریبا 15 لاکھ نفوس تہ تیغ کئے گئے، یہ حملہ اتنی آسانی سے کامیاب نہیں ہوسکتا تھا اگر عباسی خلیفہ کا وزیر ابن علقمی اپنی سازشوں اور غداریوں کے ذریعہ ہلاکو کے لئے جاسوسی و مخبری کر کے اس کام کو آسان نہ بناتا، شیعان عالم کی طرف سے عالم اسلام کے لئے اس کا یہ انتقام تھا یا پھر تاتاریوں سے اپنے اس حق الخدمت کا مناسب معاوضہ ملنے کی لالچ میں اس نے اسلامی سلطنت عباسی خلافت اور اس کے پایہ تخت کا چند حقیر ٹکوں میں سودا کر لیا۔

ملت اسلامیہ کے زوال کی یہ تاریخ طویل بھی ہے اور صدیوں پر محیط بھی اور اس میں تاریخ کے ہر موڑ پر کہیں نہ کہیں شیعہ نظر آجائیں گے جنھوں نے اپنے حقیر مفادات کے لئے ملت کا سودا کیا یا اس کو یرغمال بنایا، شام و مصر میں شیعی حکومتیں قائم ہوئیں، بلکہ پورے افریقہ، شام، مصر، حجاز، یمن، بحرین، عراق، ایران، فارس اور خراسان وغیرہ میں شیعیت کو خوب فروغ حاصل ہو گیا، بغداد میں عزالدولہ نے منادی کرادی کہ کسی کو نماز تراویح پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سب وشتم حکومت کا مذہب ہو گیا اور ہر مسلمان کے لئے جبری طور پر ان کو گالیاں دینا لازمی قرار دیا گیا، خاص طور سے شیخین حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر لعنت بھیجنا

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہوااور اس کے برعکس ان سے محبت وعقیدت رکھنے کی سزا قابل گردن زدنی جرم قرار پایا، ۳۹۳ھ میں مصر کی شیعی سلطنت کے گورنر دمشق کے حکم پر دمشق میں ایک سنی امیر کو گدھے پر سوار کر کے سارے شہر میں گھمایا گیا اور اس کی تذلیل کی تشہیر بھی کی گئی، ایک منادی گدھے کے پیچھے ساتھ ساتھ یہ اعلان کرتا جاتا تھا کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو شیخین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھے پھر اس سنی امیر کو سامان عبرت بنا کر شہید کر دیا گیا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

یہ چند باتیں شیعوں کی بالادستی اور حکومت وسیاست کے لئے ان کی حرص وطمع اور پھر اس کے نتیجہ میں خلافت اسلامیہ کی تباہی وبربادی اور اسلامی حکومتوں کی پامالی سے متعلق اختصار کے ساتھ ذکر کی گئیں اس کی روح فرسا تفصیلات کے لئے تو پورا دفتر بھی ناکافی ہے، لیکن ان کے افکار ونظریات ان کے گمراہ کن خیالات اور ملحدانہ عقائد تو اس سے کہیں زیادہ ضرر رساں اور پوی ملت کے لئے تباہ کن ہیں بلکہ سیاسی طور پر انھوں نے عالم اسلام کو جو نقصان پہونچایا اس کے پیچھے بھی یہی گمراہ کن عقائد تھے جن کے سحر میں عامۃ الناس کو گرفتار کر کے انھوں نے اپنے حقیر مفادات حاصل کئے، ان عقائد وتصورات میں حلول وتناسخ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نہ صرف تمام صحابہ پر بلکہ آنحضرت ﷺ پر افضلیت اور ان میں الٰہی صفات کا اقرار، بلکہ صاف طور پر ان کو اللہ سمجھنا اور تمام صحابہ کو کافر سمجھنا، امامت کا گمراہ کن تصور اور اپنے ائمہ کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دینا اور خاکم بدہن ان عفت مآب طاہرہ طیبہ خاتون اور تمام مسلمانوں کی ماں کو بدکار سمجھنا، جن کی براءت سات آسمانوں پر سے نازل کی گئی وحی متلو کی شکل میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور خاص طور سے حضرات شیخین اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو غاصب سمجھنا جنھوں

نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق خلافت غصب کیا، اس کے علاوہ بیشمار گمراہ کن عقائد وخرافات جن کی تفصیلات کے لئے دفتر چاہئے۔

انھیں عقائد میں سے قرآن کریم کے متعلق ان کے انتہائی فاسد خیالات اور غلط تصورات ہیں اور اس کی من مانی تاویلات اور آیات کریمہ کی بے بنیاد غلط تشریح وترجمہ اور ان کو ان کے منطوق ومدلول اور سیاق وسباق سے کاٹ کر اپنی خواہشات کے تابع بنانا اور اپنی مرضی کے مطابق معانی ومطالب اخذ کرنا اور امت میں رواج دینے کی کوشش کرنا اور اکثر قرآنی اصطلاحات کا خون کر کے انھیں گھما پھرا کر حبّ اہل بیت، امامت وعصمت اور عقائد شیعیت کے دیگر معنوں میں استعمال کرنا شامل ہے، بلکہ ان کی بعض کتابوں میں تو یہاں تک وارد ہے کہ قرآن میں صرف دو ہی مضامین بیان ہوئے ہیں یا تو اس میں ائمہ اہل بیت اور ان کے پیروکاروں کا خیر کے ساتھ ذکر ہے، یا ان کے دشمنوں اور ان کی اتباع کرنے والوں کا شر کے ساتھ ذکر ہے۔

مثلاً ترتیب کے اعتبار سے قرآن کی دوسری اور طویل ترین سورہ، سورہ بقرہ کی پہلی ہی آیت، ﴿الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ﴾ کے بارے میں شیعی مفسرین کا کہنا ہے کہ اس آیت میں "کتاب" سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں جن کی اولیت خلافت اور معصومیت میں کوئی شبہ نہیں اسی طرح ارشاد الٰہی ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ میں "صراط مستقیم" سے مراد امیر المؤمنین حضرت علی ہیں، قرآنی آیت ﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن: ۱۸) اور ﴿ ... ...وَأَقِیْمُوْا وَجُوْهَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ...﴾ (الأعراف:۲۹) اور اسی طرح کی دیگر وہ آیات جہاں مسجد یا مساجد کا ذکر ہوا ہے ان کے نزدیک اس سے مراد ائمہ ہیں، اسی طرح بلد حرام، قبلہ وکعبہ اور قبلۃ اللہ سب سے مراد ائمہ معصومین ہیں، نماز،

روزہ، حج وزکوٰۃ اسلام کے ارکان ہیں مگر شیعی عقیدہ میں ان سب سے مراد بھی ائمہ اہل بیت ہیں، یہی نہیں بلکہ پورے قرآن میں ایمان، کلمہ صراط مستقیم، مسجد، کعبہ، قبلہ، سجود، توبہ، نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ جیسی اصطلاحات سے مراد ائمہ اہل بیت ہیں، ارشاد ربانی ﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَايَبْغِيَانِ﴾ (الرحمن:۱۹،۲۰) میں "بحرین" سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں، اور ﴿يَخْرُجُ مِنْهُماَ اللولُو وَالْمَرْجَان﴾ سے مراد حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما ہیں، قرآنی آیت ﴿وَعَلَامَاتِ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ﴾ (النحل:۱٦) میں "النجم" سے مراد رسول اللہ ﷺ اور "علامات" سے مراد ائمہ ہیں، قرآنی آیت ﴿....اَللّٰهُ يَجْتَبِیْ اِلَيْهِ مَن يَّشَآءُ....﴾ (الشوریٰ:۱۳) سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، غرض کہ قرآن کی ہر وہ آیت جس کا مفہوم اچھائی اور خیر کی شکل میں نکلتا ہے، ان سب سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کا خانوادہ اہل بیت یا ائمہ معصومین ہوتا ہے، چند مثالیں جو بروقت یاد آئیں وہ ذکر کی گئیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے قرآن کو اس کے ظاہری مفہوم سے ہٹا کر اس کو بالکل چیستاں ومعمہ بنا دیا ہے، بلکہ یہ بات بھی ان کے گمراہ کن عقیدہ کا حصہ ہے کہ قرآن کی ہر آیت کا ایک ظاہری معنی ومفہوم ہے جسے ہر کوئی خاص وعام سمجھ سکتا ہے اور ظاہر میں نگاہیں اس مفہوم کی تہ تک پہونچ سکتی ہیں لیکن ایک باطنی مفہوم ہوتا ہے جسے صرف ہدایت یافتہ شیعی علماء یا ائمہ معصومین ہی سمجھ سکتے ہیں، اسی ظاہری وباطنی مفہوم کی تفریق کے تحت انھوں نے ایمان واتقان، خیر وفلاح، خبث ونجات اور ارکان دین کی تفسیر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ائمہ اہل بیت سے کی ہے اور شرک، کفر، عصیان، معصیت اور جہنم وغیرہ کی تفسیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت میں دوسروں کو شریک کرنے سے کی اور جہاں کہیں

بھی حلال وحرام کا ذکر آیا ہے اس میں حلال سے مراد ائمہ معصومین اور حرام سے مراد ان کے دشمنوں سے لیا گیا ہے اور یہ حال صرف قرآن کا نہیں ہے بلکہ ان کے تمام عقائد ہی ظاہر و باطن اور تقیہ جیسے فاسد نظریات کا ایک عجیب ملغوبہ ہیں، ان کی نظر میں دین کو چھپانا کوئی عیب نہیں بلکہ ایک مستحسن عقیدہ ہے، انھوں نے اپنی شعبدہ بازیوں کے ذریعہ نہ صرف قرآن کو بلکہ پورے دین کو ظاہر و باطن میں تقسیم کر کے اسے چوں چوں کا مربہّ بنا دیا ہے، کتمان حق اور باطن پرستی میں وہ اس قدر آگے بڑھ گئے اور یہ چیز ان کے عقیدہ کا اس طرح جز و لاینفک بن گئی کہ ان کے یہاں باطنیت ہی کے نام سے کئی فرقے وجود میں آ گئے، مصر وشام اور دیگر ملکوں میں انھیں باطنیوں کی حکومت عرصہ تک قائم رہی، مراقش وتیونس اور دیگر افریقی ملکوں میں ان کا کافی زور رہا اور یہ اپنے باطنی عقائد کی ترویج واشاعت میں عرصہ تک سرگرم رہے، ان لوگوں نے صرف ایک ظاہر و باطن کی تفریق اور دین کو خانوں میں تقسیم کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ظاہر کے کئی ظاہر اور باطن کے بھی کئی بطون بنا ڈالے حتی کہ باطن در باطن 70 باطن تک اپنی خودساختہ تقسیم کے مطابق بنا ڈالے اور آج تک باطنیت کے اسی سمندر میں خود بھی غوطے کھا رہے ہیں اور پوری ملت کو غرق کرنے کے درپے ہیں۔

ان شیعوں کے من جملہ دیگر گمراہ کن عقائد اور فاسد نظریات میں امام غائب کا تصور ہے اور قرآن کو نامکمل سمجھنا اور دس پاروں کا امام غائب کے ذریعہ غار میں لے کر غائب ہو جانا اسی عقیدہ کا حصہ ہے اور یہ امام غائب وہ امام مہدی نہیں ہیں جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے، بلکہ شیعی تصورات کے مطابق یہ بالکل الگ ہیں۔

اس زیر نظر کتاب میں مؤلف کتاب نے اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے اور مہدی منتظر جنھیں سنی اپنے عقیدہ کا حصہ سمجھتے ہیں اور امام غائب جو صرف شیعی

گمراہ کن عقیدہ کا حصہ ہے دونوں کے فرق کو واضح کیا ہے، مثلا: ''سنی مسلمانوں کے مہدی کا نام ''محمد بن عبداللہ'' ہے جب کہ روافض شیعہ کے مہدی (امام غائب) کا نام'' محمد بن حسن العسکری'' ہے، سنی مسلمانوں کے نزدیک حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں امام مہدی کا ظہور ہوگا جب کہ روافض شیعہ اسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں مانتے ہیں، اسی طرح اہل سنت والجماعت کے نزدیک مہدی موعود کی ولادت عام مسلمانوں یا عام انسانوں کی طرح طبعی ہوگی جب کہ روافض شیعہ کا عقیدہ ہے کہ ان کا مہدی یا امام غائب ایک ہی رات اپنی ماں کے بطن میں رہا اور اسی رات اس کی ولادت ہوگئی اور نو سال (بلکہ دو اور پانچ سال بھی کہا گیا ہے) کی عمر میں وہ سرنگ میں روپوش ہوگیا جس پر آج ساڑھے گیارہ سو سال سے زائد کا عرصہ گزر گیا اور وہ ہیں کہ سرنگ سے برآمد ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے ہیں''۔(۱)

اس کتابچہ میں ایسے ہی لغو اور لچر شیعی عقائد کی پول کھولی گئی ہے جن کا نہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے کوئی ثبوت ہے، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال اور سلف صالحین کے عقائد سے کوئی تعلق ہے، بلکہ روافض شیعوں کے عقائد اور ان کے تصورات اس قدر غلط اور متضاد ہیں کہ انھیں کوئی بھی صحیح الدماغ آدمی تسلیم نہیں کرسکتا۔

مولانا وصی اللہ عبدالحکیم مدنی جو کلیہ عائشہ صدیقہ، جھنڈا نگر کے استاد حدیث ہیں اور جامعہ سراج العلوم السّلفیہ جھنڈا نگر سے شائع ہونے والے مجلّہ ''السراج'' میں بھی ان کے تحقیقی مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں، دعوتی کانفرنسوں اور دینی جلسوں میں بھی ان کو مقالات پیش کرنے کی دعوت دی جاتی رہتی ہے، اور یہ اس کا حق ادا کرتے ہیں اور اپنے موضوعات پر تحقیق کے ساتھ اظہار خیال کرتے ہیں اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑتے، ان کے کئی رسالے اب تک منظر عام پر آچکے ہیں اور زیور طبع

(۱) زیر نظر کتاب شیعہ اور امام غائب ص:۸۳، ۸۴۔

سے آراستہ ہونے کے بعد قارئین سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں انھیں شیعوں کی طرف منسوب اسی آخر الذکر غلط تصور یعنی ''شیعہ اور امام غائب'' کا مصنف نے پردہ فاش کیا ہے اور محققانہ انداز میں اپنے خاراشگاف قلم سے ان کے اس گمراہ کن تصور اور فاسد عقیدہ کا جائزہ لیا ہے اور مختلف دلائل، کتاب وسنت سے مزین شواہد اور شیعی علماء کی تصنیفات کے حوالہ سے ان کے فساد عقیدہ اور زیغ وضلال کو واضح کیا ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب عوام اور طلبائے دینیہ کے لئے مفید ثابت ہوگی اور حلقہ علماء اور خواص میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔

آپ کا دینی بھائی

شمیم احمد ندوی

ناظم جامعہ سراج العلوم السّلفیہ، جھنڈا نگر، نیپال

وامیر مرکزی جمعیت اہل حدیث نیپال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

از قلم: مولانا عبدالمنان سلفی رحفظہ اللہ وتولاہ

ریکٹر جامعہ سراج العلوم السلفیہ، جھنڈا نگر، نیپال

اللہ کے نبی ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد خلفاء راشدین کا مبارک و مسعود دور شروع ہوا، دور صدیقی اور دور فاروقی میں سب کچھ ٹھیک رہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مختصر دور خلافت میں مختلف قسم کے جن فتنوں نے جنم لیا تھا انھیں حکمت عملی کے ساتھ پورے طور پر کچل دیا گیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کے سخت موقف کے سبب کسی بھی فتنہ کو سر اٹھانے کا موقعہ ہی نہ ملا جس کے نتیجہ میں اسلامی فتوحات کا دائرہ خوب وسیع ہوا اور اسلام کی دعوت عرب سے نکل کر عجم کے متعدد علاقوں تک پہونچ گئی، اس سے اسلام دشمن قوتوں کے ہوش اڑ گئے اور جو لوگ یہ سوچ بیٹھے تھے کہ نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ دین سمٹ سمٹا کر جلد ہی صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا ان کا خواب چکنا چور ہو گیا اور اسلام کے بے نظیر فروغ کو دیکھ کر وہ حواس باختہ ہو گئے اور اسلام کے پھلتے پھولتے درخت کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کی سازش شروع کر دی اور ایک مجوسی غلام ''أبو لؤلؤ'' کے ذریعہ مسلمانوں کے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کر کے انھیں اپنے راستہ سے ہٹانے میں کامیاب ہو گئے۔

فتنوں کے تعلق سے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی صحیحین کی ایک روایت کے مطابق اللہ کے نبی ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ اسلام اور مسلمانوں

کے خلاف کوئی سازش اس وقت تک کامیاب نہ ہوسکے گی جب تک اس کا مضبوط دروازہ بند رہے گا، مگر ایک وقت آئے گا کہ فتنے دروازہ توڑ کر مسلمانوں میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن اپنے مصاحبین صحابہ سے جب یہ پوچھا کہ ''فتنوں کے تعلق سے تم میں سے کسے اللہ کے رسول ﷺ کا کوئی ارشاد یاد ہے؟'' تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزید وضاحت فرمائی کہ میرا مطلب ان فتنوں سے ہے جو امت میں سمندر کے موج کے مانند امنڈ پڑیں گے، حضرت حذیفہ نے فرمایا: ''امیر المؤمنین! ان سے (کم از کم) آپ کو کوئی نقصان نہ پہونچ سکے گا، اس لئے کہ آپ کے اور ان فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ ہے''، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے استفسار فرمایا کہ: ''کیا دروازہ توڑ دیا جائے گا یا کھولا جائے گا؟'' تو انھوں نے جواب دیا ''یکسر'' یعنی دروازہ توڑ دیا جائے گا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حسرت و افسوس کے ساتھ فرمایا کہ: ''دروازہ کھولا جاتا تو اسے بند کرنا ممکن ہوتا مگر جب فتنے دروازہ توڑ کر داخل ہوں گے تو انھیں بند کرنا ممکن نہیں''، (إذن لا یغلق أبدا)، صحیح بخاری میں یہ صراحت بھی ہے جب حضرت مسروق رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس مضبوط دروازہ کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا ''عمر''۔(۱) گویا امت کو اشارۃً بتادیا تھا کہ امت کے حق میں مضبوط دروازہ عمر ہوں گے، ان کی موجودگی میں کسی فتنہ کو سر اٹھانے کی جسارت نہ ہوگی، مگر ان کو شہید کر دیا جائے گا اور ان کے بعد مسلمانوں میں نت نئے فتنے پیدا ہوں گے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد دروازہ توڑ کر جو فتنے داخل ہوئے ان سے آج تک امت نبرد آزما ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان بن عفان خلیفہ بنائے گئے اور ان کی نرم مزاجی کا فائدہ اٹھا کر یہ فتنے

---

(۱) صحیح بخاری: مواقیت الصلاۃ، باب الصلاۃ کفارۃ ۱۱/۲ رقم: ۵۲۵، صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب بیان أن الإسلام بدأ غریباً... ۳۵۲/۲، رقم: ۷۶۳-۱/۲۳۱، الفتن، ۱۷/۱۸، رقم: ۲۶۔

خوب پھلتے پھولتے رہے یہاں تک کہ حضرت عثمان کے خلاف بغاوت ہوئی اور ان کی شہادت کا افسوس ناک سانحہ پیش آیا جسے امت نے ''فتنۂ کبریٰ'' سے تعبیر کیا ہے، اس سانحہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حامیوں نے نئے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قاتلین عثمان سے قصاص لینے کا مطالبہ کیا پھر اس معاملہ نے شدت اختیار کی اور اس مسئلہ کو لے کر مسلمان دو دھڑوں میں تقسیم ہو گئے، ایک گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں اور دوسرا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تائید میں جو قاتلین عثمان سے قصاص کا مطالبہ کرنے والوں کی سر براہی کر رہے تھے، نتیجہ میں ان دونوں کے درمیان خونی معرکے پیش آئے اور باہم مسلمانوں کے خون بہائے گئے، پھر واقعۂ تحکیم کے ذریعہ ان کے درمیان صلح کی کوشش ہوئی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے پیش کش ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قبول فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعض حامیوں نے اس کی مخالفت کی اور وہ ان سے علیحدہ ہو گئے، اس طرح اب امت تین دھڑوں میں بٹ گئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں کو ''شیعان علی'' کہا گیا، ان سے کٹ کر جو لوگ الگ ہوئے تھے وہ ''خوارج'' قرار پائے اور باقی وہ مسلمان جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جھنڈا کے نیچے رہے انھیں ''اہل السنۃ والجماعۃ'' قرار دیا گیا۔

اسلامی تاریخ کے ان ابتدائی سانحات کے ذکر کا مقصد یہ بتانا ہے کہ یہ حالات خود بخود پیدا نہ ہوئے، بلکہ ان کے در پردہ وہ اسلام دشمن قوتیں تھیں جنھیں اسلام کو پھلتے پھولتے دیکھنا گوارہ نہ تھا، تاریخی حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ ''عبداللہ بن سبا'' نام کے ایک شاطر یہودی نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اور مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر وہ خود اور اس کے تیار کئے گئے ایجنٹ' مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں مبتلا کر کے یہ حالات پیدا کر کے اسلام کو کمزور کر رہے تھے اور سادہ لوح مسلمان ان

کی سازشوں کا شکار ہو کر مختلف دھڑوں میں تقسیم ہو کر باہم دست گریباں تھے، ظاہر ہے کہ سبائی فتنہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا اور جو کام میدان جنگ میں ناممکن تھا وہ خاموشی کے ساتھ انجام پا گیا۔

''عبداللہ بن سبا'' یہودی نے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے ساتھ اپنی شاطرانہ چالوں سے اسلام کی شبیہ بگاڑنے کی بھی کوشش کی، اور اپنی اس سازش مین اس نے اول یوم سے مجوسیوں کو شامل رکھا، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے، اس شاطر یہودی نے مسلمانوں کے ان مسلمہ عقائد میں جو کتاب وسنت سے ثابت تھے یہودی اور مجوسی عقائد کی آمیزش کر کے انھیں اسلامی عقائد کی شکل میں پیش کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کے ادوار میں خود ان کے حامیوں (شیعوں) میں اسے خوب فروغ دیا کہ انھوں نے بد قسمتی سے ان باطل عقائد ہی کو صحیح اسلام سمجھنے کی غلطی کر ڈالی۔

شیعوں کے عقائد وافکار دراصل اسی یہودی سبائی سازش کا شاخسانہ ہیں جس کا جال ''عبداللہ بن سبا'' اور اس کے ایجنٹوں نے مسلمانوں کے خلاف پھیلایا تھا، گویا رفض وتشیع کی شکل میں آج جو گروہ پایا جاتا ہے وہ سبائی فتنہ کی پیداوار ہے اور ان کا مذہب یہودیوں اور مجوسیوں کے عقائد وافکار کا ملغوبہ ہے، یہی سبب ہے کہ تاریخ کے اس طویل دور میں یہ تکڑی (مثلث) کبھی نہ ٹوٹی نہ کمزور ہوئی اور شیعہ یہودی ایک دوسرے کے مفادات کے نہ صرف محافظ رہے بلکہ یہودیوں نے شیعی عقائد وافکار کو فروغ دینے کی ہر ممکن کوشش کی، چند برسوں سے خلیجی اور اسلامی ممالک میں شورش کی جو کیفیت پیدا ہے اور بعض ممالک میں اقتدار کے تعلق سے جو تبدیلیاں آئی ہیں اور بعض جگہ اس کے لئے کوششیں چل رہی ہیں یہ سب اسلام دشمنوں کی اپنے پسندیدہ مسلک شیعیت کو غالب کرنے اور اہل اسلام کو مٹانے کی ناروا کوشش کا حصہ ہے۔

اس لئے ضرورت ہے کہ اہل اسلام کو شیعیت کے حقائق اوران کے باطل عقائد سے آگاہ کیا جائے، تاکہ وہ اس سازش کی تہہ تک پہونچ سکیں جو اسلام دشمنوں نے ان کے خلاف کی ہیں، اس سلسلہ میں عرب وعجم میں بیداری لانے کا سلسلہ جاری ہے اور قابل قدر کوششیں ہورہی ہے، کویت کا ایک ادارہ "مبرّة الآل و الأصحاب" مثبت انداز میں اس تعلق سے بڑی قابل قدر خدمت انجام دے رہا ہے۔

زیر نظر کتاب "شیعہ اور امام غائب" اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے جس میں شیعوں کے بنیادی عقیدہ "غیبت امام" کی حقیقت کو اجاگر کیا گیا ہے، قابل مبارکباد ہیں برادر عزیز مولانا وصی اللہ عبدالحکیم مدنی سلمہ اللہ ووفقه بکل خیر جنھوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور اپنی کدوکاوش سے اس کا حق ادا کیا، عزیز موصوف کئی برسوں سے لکھتے رہے ہیں، ان کی کئی مفید کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ ماہنامہ "السراج" میں بھی ان کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں، اہل علم کو اندازہ ہے کہ ان کا مزاج تحقیقی ہے اور اپنی ہر بات دلائل وشواہد کی بنیاد پر لکھتے ہیں اور حوالہ بھی دیتے ہیں، میں نے اس کتاب کو حرفاً حرفاً پڑھا ہے اور عزیز مؤلف کی خواہش پر زبان وبیان کی بعض خامیوں کی نشاندہی بھی کردی ہے۔

امید ہے کہ علمی، دعوتی اور عوامی حلقوں میں یہ کتاب قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی اور اس کے ذریعہ شیعیت کے فتنہ کو سمجھنے میں سہولت ہوگی، "اللهم أرنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلاً وارزقنا اتباعه"

وصلی الله علی نبینا محمد وبارک وسلم

عبدالمنان عبدالحنان السلفی

وکیل الجامعہ، جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر نیپال

ومدیر ماہنامہ "السراج"، جھنڈانگر، نیپال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

از قلم: مولانا شہاب الدین مدنی رحفظہ اللہ وتولاہ

امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یو پی (لکھنؤ)

یہ حقیقت ہے کہ شیعہ مذہب میں زیغ وضلال اور انحراف کا بنیادی مصدر عقیدۂ امامت ورجعت ہے، اس خطرناک اور مہلک دین وایمان عقیدہ نے نہ صرف یہ کہ امامت کونبوت کا ہم پلہ اور بسا اوقات اس سے فزوں تر بنادیا ہے بلکہ عقیدۂ ختم نبوت پر بھی ڈاکہ زنی کی ہے، اہل تشیع اپنے بارہ اماموں کوان تمام صفات سے متصف سمجھتے ہیں جونبوت کی خصوصیات سے ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ ''اللہ رب العزت کی طرف سے مبعوث کئے گئے ہیں، وہ معصوم عن الخطاء ہیں ان کی اطاعت نبی کی طرح فرض ہے اوران پر اللہ کی وحی اورفرشتوں کا نزول ہوتا ہے، ملا محمد باقر مجلسی اپنی کتاب ''حق الیقین ۴۷'' میں لکھتا ہے: ''بارہ امام اللہ کی طرف سے منصوص یعنی مبعوث ہیں'' یہی مجلسی عصمت ائمہ کے بارے میں اس طرح رقمطراز ہے: **''إجماع الإمامية منعقد علىٰ أن الإمام مثل النبي صلى الله عليه وآله معصوم منٓ أول عمره إلىٰ آخر عمره من جميع الذنوب الصغائرو الكبائر''**۔(۱)

امامیوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ امام بھی نبی ﷺ کی طرح اوائل عمر سے آخر عمر تک معصوم عن الخطاء ہوتا ہے، طبرسی بھی اس عقیدہ کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے: **''الإمام لابدأن يكون معصوماً''**(۲) امام کے لئے معصوم ہونا ضروری ہے، وجوب اطاعت ائمہ کے تعلق سے مجلسی کہتا ہے: **''طاعة الأئمة واجبة علىٰ الناس في**

(۱) حق الیقین/ ۴۰ (۲) أعلام الورىٰ: /۲۰۶

أقوالهم و أفعالهم '(۱) لوگوں پر ائمہ کے اقوال وافعال کی اطاعت واجب ہے، اسی طرح نزول وحی کے تعلق سے کلینی کا استاد محمد بن حسن صفار حضرت جعفر صادق کے حوالے سے لکھتا ہے: "روح القدس جبرائیل اور میکائل سے بھی بڑا فرشتہ ہے، رسول ﷺ کی مکی زندگی میں یہ فرشتہ آپ ﷺ کے ساتھ ہوتا تھا، آپ کو غیب کی باتیں بتلاتا اور آپ کی رہنمائی کرتا تھا، اب وہ اماموں کے ساتھ ہوتا ہے انہیں غیب کی خبریں دیتا اور ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ (۲)

ائمہ کے تعلق سے شیعوں کا یہ عقیدہ اس بات کا غماز ہے کہ ان کے یہاں امامت کی آڑ میں سلسلۂ نبوت بند نہیں ہوا ہے، اس طرح اپنے اس فاسد عقیدہ کی روشنی میں شیعہ ختم نبوت کے بھی منکر ہیں۔

یوں تو شیعوں نے ہر دور میں اپنی دسیسہ کاریوں سے اسلام اور مسلمانوں کی زیر بائی کی کوشش کی ہے اور احوال وظروف کے اعتبار سے ان کا چولا بھی بدلتا رہا ہے اور علمائے اسلام ان کے عقائد فاسدہ، نظریات باطلہ، اکاذیب واساطیر پر مشتمل ان کی تالیفات واھیہ کا ردو ابطال بھی کرتے رہے ہیں لیکن گلوبلائزیشن کے اس دور میں نہ صرف یہ کہ ان کی ریشہ دوانیوں اور دسیسہ کاریوں کا دائرہ وسیع تر ہو گیا ہے بلکہ وہ نت نئے روپ میں حالات کے پیش نظر اپنے کو پیش کرنے میں لگے ہوئے ہیں تاکہ مسلمان ان کا آسان شکار بن کر دین وایمان سے دست کش ہو جائیں اور عالم اسلام پر ان کا یا ان کے جیسے نظریات کے حاملین کا سکہ چل سکے، ایسے حالات میں ضرورت ہے کہ ان کے عقائد ونظریات کو طشت ازبام کیا جائے اور انتہائی شدومد سے تمام وسائل کو بروئے کار لاکر ان کے ایک ایک فاسد عقیدہ کی دھجیاں اڑاتے ہوئے عوام الناس کو ان سے آگاہ کیا جائے، تاکہ مسلمان ان کی حقیقت سمجھ لیں اور ان کی مکر بازیوں سے محفوظ رہ سکیں۔

---

(۱) حق اليقين /٤١ (۲) بصائر الدرجات: ٤٧١/٩

اللہ جزائے خیر دے برادر عزیز جناب مولانا وصی اللہ عبدالحکیم مدنی رحفظہ اللہ کو جنھوں نے اپنی زیر نظر کتاب میں شیعیت، شیعوں کے خودساختہ بارہ ائمہ معصومین پر روشنی ڈالتے ہوئے عقیدۂ امامت ورجعت اور خصوصاً امام غائب کے فاسد عقیدہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

درحقیقت امام غائب کے تعلق سے شیعہ امامیہ کا عقیدہ شرک وکفر کا ملغوبہ اور عقیدۂ توحید سے متصادم ہونے کے ساتھ شرم وحیا کا جنازہ بھی نکالنے والا ہے اور اس پر طرفہ یہ کہ امام غائب کے بارے میں شیعہ دو متضاد نظریات کے حامل ہیں اور ان کا یہ فاسد عقیدہ اختلاف وانتشار کا بھی شکار ہے، قارئین زیر نظر کتاب میں اسے بھی ملحوظ فرمائیں گے، میں مؤلف موصوف کو ان کی اس گراں قدر تالیف پر بصمیم قلب مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گوں ہوں کہ اللہ رب العزت ان کی اس سعی مسعود کو قبول فرمائے، اسے قبول عام بخشے اور امت مسلمہ کو شیعوں کی ریشہ دوانیوں سے مامون ومحفوظ رکھے۔ آمین۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمدوبارک وسلم

شہاب الدین جلال الدین المدنی

اُمیر ریاستی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی

۲۰/۰۱/۲۰۱۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

ازقلم: مولانا محمد نسیم محمد یونس مدنی رحفظہ اللہ وتولاہ

رئیس مرکز السنۃ، ایکلا، روپندیہی، نیپال

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه سيد الأنبياء والمرسلين نبينا محمد وآله صحبه أجمعين وبعد!

سید ولد آدم رسول اطہر ﷺ نے فرمایا تھا "**إن أهل الكتابين افترقوا فی دينهم على ثنتين وسبعين ملة وإن هذه الأمة ستفترق على ثلاث وسبعين ملة كلها فی النار إلا واحدة**" (۱)

ترجمہ: اہل کتاب - یہود ونصاری - اپنے دین کے معاملہ میں ۷۲ ٹولیوں میں بٹ گئے اور یہ امت مسلمہ ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی، ایک کے علاوہ سب کے سب جہنمی ہوں گے۔

اختلاف امت کا دلدوز سانحہ اور کربناک حادثہ اس وقت سے شروع ہوا جب عبداللہ بن سبا یہودی نے مسلمانوں کی سی ہیئت وصورت بنا کر اپنا ایک لشکر جرار تیار کرلیا اور اس کے بہکاوے میں کچھ سادہ لوح مسلمان بھی آ گئے اور خلیفۂ راشد ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا اور بالآخر بڑی بے رحمی سے انھیں شہید کرڈالا گیا۔

"ملعون ابن سبا" کی سلگائی ہوئی آگ شعلۂ جوالہ بنتی چلی گئی، یہودیوں کے بُنے ہوئے جال میں امت اسلامیہ کا ایک طبقہ پھنستا ہوا چلا گیا، اور بالآخر ایک فرقہ کی شکل اختیار کرگیا جسے دنیا شیعہ یا روافض کے نام سے جانتی ہے، کہنے کو تو وہ بھی اپنے کو پکا، سچا

(۱) حسن / سنن ترمذی: الإیمان، باب ماجآء فی افتراق هذه الأمة، ۵ / ۲۶، رقم: ۲٦٤۱، مسند أحمد۔

مسلمان اسلام کا علمبردار کہتا ہے، بلکہ مسلمانان عالم کی رہبری اور قیادت کا خواب بھی دیکھ رہا ہے، لیکن اس کے عقائد ونظریات مثلاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تبرّ ابازی انھیں سب وشتم بالخصوص حضرات شیخین اور رسول اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات سے ان کی عداوت ودشمنی، نفاق (تقیہ) کو عین ایمان سمجھنا، اللہ کے ازلی وابدی علم کا انکار، قرآن کے اندر تحریف کا عقیدہ اور نکاح متعہ کو جائز ہی نہیں بلکہ اسے تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھنا، یہ سب کے سب اسلام اور قرآن وسنت کے سراسر خلاف ہیں، ان عقائد کی روشنی میں ان کا دین اسلام سے دور کا واسطہ نہیں ہے۔

ان کا ایک عقیدہ امامت سے بھی متعلق ہے وہ بھی وہ امامت وخلافت نہیں جس کا تصور صحیح اسلامی عقائد میں ہے اور جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تـلـزمُ جماعةَ المسلمين وإمامَهم" (۱) کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام (خلیفہ، حاکم وقت) سے ملے رہنا، ان کی امامت کا شاخسانہ بھی سبائی فکر کی فنکاری ہے، انھوں نے عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے حسرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان سے بارہ افراد کو منتخب کیا اور انھیں انبیاء کرام علیہم السلام سے اونچا درجہ دے دیا گیا، کہتے ہیں کہ ان کے ائمہ معصوم عن الخطا ہیں، حالانکہ حضرات انبیاء کرام کے علاوہ کسی کو بھی یہ درجہ دینا بہت بڑا جھوٹ اور ابلیسی دجل وفریب ہے۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر روئے زمین سے ایک ساعت کے لئے بھی امام اٹھالیا جائے تو زمین پر لرزہ طاری ہوجائے گا اور اس میں سمندر جیسی موجیں اور لہریں اٹھیں گی اور اپنے مکینوں کے ساتھ زمین دھنس جائے گی۔

اور جب ان کے گیارہویں امام ۲۶۰ھ میں بغیر اپنا جانشین چھوڑے اس دنیا

---

(۱) صحیح بخاری، الفتن، باب کیف الأمر إذا لم تکن جماعة: ۳۹/۱۳، رقم: ۷۰۸٤۔

صحیح مسلم، الإمارة، باب فی طاعة الأمراء وإن منعوا الحقوق، ج۲ ۱۲/۲۳۷/۵۱)

سے کوچ کر گئے تو شیعہ مذہب کی چولیں ہلنے لگیں، اس کی بنیاد ڈگمگانے لگی تو عبداللہ ابن سبا کا ایک شاطر دماغ مرید "أبوعمرو عثمان بن سعید العمری الأسدی" کھڑا ہوا اور امام غائب کا نظریہ پیش کیا اور اس جھوٹ اور اسطورہ کو اتنا اچھالا گیا، اور اتنی منقبت بیان کی گئی کہ شیعی عقائد کا یہ بھی ایک جزء لاینفک بن گیا۔

اسی موضوع کو لے کر اپنا قلم اٹھایا ہے جامعہ سراج العلوم السّلفیہ کے نسواں شاخ کلیہ عائشہ صدیقہ کے استاد حدیث اور میرے فاضل دوست مولانا وصی اللہ عبدالحکیم مدنی رحفظہ اللہ نے اور اس کا حق ادا کر دیا ہے، شیعہ فرقہ کی بہت ساری دسیسہ کاریوں اور سیاہ کاریوں اور خصوصاً امام غائب کے تعلق سے ان کے گمراہ کن اور باطل نظریئے سے پردہ اٹھایا ہے، ان کے مضامین مصادر اصلیہ سے مبرہن ومحقق ہوتے ہیں، اس کتاب میں بھی یہ رنگ نمایاں ہے، اپنی اس فاضلانہ کاوش پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

اللہ انھیں مزید توفیق ارزانی عطا فرمائے کہ اسلام کی بیش از بیش خدمت کرسکیں، واللہ الموفق والمعین۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ أجمعین

کتبہ

العبدالفقیر إلی اللہ
محمد نسیم محمد یونس المدنی
رئیس مرکز السنۃ، لمبنی، روپندیہی
وناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث، روپندیہی، نیپال۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مؤلف

إنَّ الحمدلله، نحمدُه ونستعينُه، ونستغفره، ونعوذُبالله من شرور أنفسنا، ومن سيئات أعمالنا، من يهدِه الله فلا مُضلّ له، ومَنْ يُضلل فلا هادى له، وأشهدُ أن لا إله إلا الله وحدَه لاشريک له، وأشهد أن محمدًا عبدُه ورسولُه.

☆ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاتَمُوتُنَّ إلاّ وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

☆ ﴿يَاأَيُّهَاالنَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِى تَسَاءَلُوْنَ بِهِ وَالْاَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (النساء: ۱)

☆ ﴿يَاأَيُّهَاالَّذِيْنَ ءَامَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوقَوْلًا سَدِيْداً، يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْفَازَفَوْزًا عَظِيْمًا﴾ (الأحزاب: ۷۰-۷۱) أمابعد!

شیعہ مذہب کا بانی ''عبداللہ بن سبا'' یہودی ہے جو یہودی افکار ونظریات کی ترویج کے مقصد سے انھیں اسلامی شریعت کا حصہ بنا کر اسلام کے رخ زیبا کو مسخ کرنا چاہتا تھا، ''فتنۂ شیعیت'' درحقیقت یہودیت، مجوسیت اور میسحیت کے عقائد وافکار کا ملغوبہ اور دروغ گوئی، تضاد بیانی، افترا پردازی، بدکاری وبے حیائی، منافقانہ بدکرداری، آغوش نبوت کے پروردہ اصحاب رسالت مآب ﷺ پر تبرّا بازی، ازواج مطہرات کی پاکدامنی ودیگر صحابیات کے خلاف زبان درازی ودریدہ دہنی اور ائمۂ اسلام

کی ہرزہ سرائی اور تحریف قرآنی کے مجموعہ کا نام ہے۔

شیعوں کے جو عقائد ان کی معتبر کتابوں میں امام غائب کی تائید توثیق میں مذکور ہیں اور ان کے دینی قائدین نے اپنی زبان و قلم سے اس کی تشہیر و ترویج کے لئے ہر ممکن کوشش کی ہے، معمولی بصیرت کا حامل انسان جب اس کا سرسری مطالعہ کرتا ہے تو اس کے سامنے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ان کی ساری کتابیں اکاذیب واباطیل کا پلندہ ہیں اور ان میں ایسے شرمناک وحیاسوز مسائل وفضائل بیان کیے گئے ہیں جنھیں نوک قلم پر لانا بھی سلیم الفطرت و باغیرت انسان کے ذوق طبع پر گراں گذرتا ہے، ان کے سارے عقائد کفر وشرک پر مبنی اور اسلامی عقائد سے بالکل مختلف ومتضاد ہیں گوکہ عقیدۂ تقیہ کی آڑ میں خود کو مسلمانوں کے فرقوں میں سے ایک فرقہ تصور کرتا ہے۔

متعہ کے ذریعہ زنا کاری کا ارتکاب اور پوری دنیا میں اسے فروغ دینا ان کے مذہب کا لازمی جزء اور رفع درجات کا سبب ہے، پھر بھی اپنی اور اپنے ائمہ کی معصومیت کا راگ الاپنے سے نہ ہی تھکتے ہیں اور نہ ہی شرم آتی ہے، ائمہ کرام کی شان میں حد درجہ گستاخیاں کرتے ہیں، ان کی امامت وولایت کو توحید ورسالت کی مانند بلکہ اس سے اہم وبالاتر اور انھیں صفات الٰہیہ اور قدرتی تصرفات واختیار کا حامل قرار دیتے ہوئے ان کی امامت پر ایمان لانا فرض قرار دیتے ہیں، شیعہ محدث کلینی لکھتا ہے کہ: ''منصب امامت، نبوت، رسالت اور خُلّت سے بالاتر ہے'' ۔(۱)

یہی شخص اپنے ائمہ کے بارے میں یوں لکھتا ہے کہ: ''ائمہ علیہم السلام جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا سب کا علم رکھتے ہیں اور کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہیں''، جعفر صادق کی طرف منسوب کرتے ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ: ''مجھے ہر اس چیز کا علم ہے جو زمین وآسمان میں ہے، میں ہر اس چیز کا علم رکھتا ہوں جو جنت اور دوزخ میں ہے، جو کچھ ہو چکا

(۱) الحجة من الأصول:۱/۱۷۵

اور جو ہوگا سب معلوم ہے''۔(۱)

مشہور شیعہ محدث ''محمد بن حسن مشغری عاملی'' لکھتا ہے کہ:''بارہ امام انبیاء اوصیاء اور فرشتوں وغیرہ تمام مخلوقات سے افضل ہیں اور انبیاء فرشتوں سے افضل ہیں''۔(۲)

کلینی لکھتا ہے کہ:''امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:''امام و رسول اطاعت کے لحاظ سے برابر ہیں'' ''.......اللہ تعالیٰ نے ہماری اطاعت لوگوں پر فرض کی ہے، ہمیں نہ جاننے والوں کا عذر قابل قبول نہ ہوگا، ہماری معرفت ایمان اور ہمارا انکار کفر ہے، جو ہمارا منکر ہے وہ گمراہ ہے''۔(۳)

تمام شیعہ مؤرخین، مصنفین اور محدثین اپنے بارہویں امام منتظر (محمد بن حسن عسکری امام مہدی) جو امام غائب کے نام سے مشہور ہیں، ان کی ولادت اور ان کے ظہور و خروج کے بارے میں دو متضاد نظریہ رکھتے ہیں ان میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے جب کہ کچھ دوسرے یہ کہتے ہیں کہ پیدا ہو چکے ہیں اور موجود ہیں وہ سب کو دیکھتے ہیں، لیکن انھیں کوئی نہیں دیکھتا ہے۔

امام غائب کے خاص سفیر ''مفید'' نے لکھا ہے کہ:''آپ (گیارہویں امام حسن بن علی) کا بیٹا آپ کی زندگی میں ظاہر نہیں ہوا اور نہ ہی آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے اسے پہچانا ہے، ابو محمد کے بھائی جعفر بن علی منصب امامت پر قابض ہو گئے، آپ کا مالِ میراث لے لیا....''۔(۴)

یہ ہے امام خیالی کے محبین و معتقدین کا دو ٹوک بیان جس کی روشنی میں ان کی حیثیت ایک موہوم و معدوم اور افسانوی امام کے سوا کچھ نہیں ہے، شیعہ حضرات کا اپنے ائمہ کرام کی شان میں مبالغہ آرائی اور ان کی امامت پر ایمان لانے کو فرض قرار دینے

(۱) الأصول من الکافی ، کتاب الحجة:۲۶۱/۱ (۲) الفصول المهمة ص:۱۵۲
(۳) الأصول من الکافی:۱۸۷/۱ (۴) الإرشاد :ص: ۳۴۵ ، إعلام الوریٰ:ص: ۳۸۰

کا مقصد یہ بھی ہے کہ تینوں خلفاء حضرات شیخین وعثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہم کو غصب خلافت، غصب فدک اور قرآن کریم کے تحریف کا بھی مجرم ثابت کیا جائے۔

زیر نظر کتاب کا جو اصل موضوع ہے اس کی رعایت کرتے ہوئے میں نے اپنی اس مختصر تحریر میں شیعوں کے بنیادی عقائد میں سے ''عقیدۂ امامت وولایت'' اور ''عقیدۂ رجعت'' کو اختصار سے بیان کرنے کے علاوہ ان کے بارہ ائمہ معصوم کے اسماء گرامی، اثنا عشریہ کی وجہ تسمیہ اور آخری وافسانوی امام ''محمد بن حسن عسکری'' کی طِلسماتی پیدائش سے لے کر ان کی وفات اور ''سُرّ من رای'' کے سرداب میں روپوش ہونے تک کے احوال وکوائف اور ظہور وخروج کے بعد ان کے خصوصی خصائل واوصاف، کمالات، اختیارات، صحابہ کرام وصحابیات خصوصاً اہل بیت و شیخین کے ساتھ نازیبا حرکات اور اپنے مخالفین کے قتل عام وغیرہ کو قدرے تفصیل اور انھیں کی مستند کتابوں کے نصوص ودنیائے شیعیت کے مقبول ومعتبر ترین علماء، فقہاء، ناقدین حدیث اور امام غائب کے محرم راز وخاص سفراء کے ارشادات وتحقیقات کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

میں نے موضوع کے مالہ وماعلیہ کے بیان کرنے میں اطناب مملّ کے بجائے اختصار غیر مخل کا لحاظ کیا ہے، نیز طالبان علوم نبوت ودیگر اہل علم حضرات کی معلومات کی خاطر شیعہ مذہب کی تردید میں قدیم وجدید سلفی علماء کی بعض علمی و تصنیفی کاوشوں کا تذکرہ کرتے ہوئے شیعوں کے معتمد علیہ اکابرین، وارثین اور ان کی بعض مستند ومعتبر کتابوں کی ایک مختصر فہرست زیب قرطاس کیا ہے، اخیر میں خلاصہ کتاب کے عنوان سے پوری کتاب کی تلخیص پیش کی ہیں۔

اس کتاب کی تصنیف کا مقصد دیگر فرقہائے ضالہ کی طرح شیعوں کے مذہبی واعتقادی ضلالت اور خود ساختہ واساطیر مذہب کی حقیقت سے امت مسلمہ ومتلاشیان حق کو آگاہ کرنا، دین محمدی کی صداقت وحقانیت کو ثابت کرنا اور اس کے ہمہ گیر وآفاقی

تعلیمات کو قبول کرنے کی دعوت دینا ہے۔

ارمغان تشکر وامتنان:

زیر نظر کتاب کو میں نے اپنی علمی بساط اور بشری وسعت وطاقت بھر عوام وخواص کے لئے مفید اور سودمند بنانے کی کوشش کی ہے، تاہم کتاب کا جو موضوع ہے وہ میرا ذاتی اختیار کردہ نہیں ہے بلکہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ان اصحاب علم وفضل کا تجویز کردہ ہے جنھوں نے ۲۰۱۰ء میں منعقدہ ''آل انڈیا عظمت صحابہ کانفرنس'' کے موقعہ پر سمینار میں شرکت کرنے والے مقالہ نگاران کے اسماء گرامی اوران کے مقالوں کے موضوعات کو منتخب کئے تھے، راقم سطور کا نام بھی اس فہرست بھی شامل تھا اور مجھے بھی اسی موضوع پر خامہ فرسائی کی پُر خلوص دعوت ملی تھی اللہ کی نصرت وتوفیق سے مقالہ تیار کر کے اس عظیم الشان کانفرنس میں منعقدہ سمینار میں شرکت اور مقالہ کی تلخیص پیش کرنے کی سعادت حاصل کی تھی، درحقیقت یہ کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ انھیں علم دوست اہل علم حضرات کی تحریک وتحریض اور رغبت کا نتیجہ ہے اس لئے اس حسین موقعہ پر اللہ کے فضل واحسان کے بعد میں تمامی حضرات کا شکر گذار ہوں کہ انھوں نے مجھے یہ سنہری موقعہ عنایت فرمایا کہ ایک بار پھر میں اپنے مقالہ کے منتشر اوراق پر نظر ثانی اور بعض علمی اضافات کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کروں۔

کتاب کی تیاری اور شیعی مصادر ومراجع کی فراہمی اور پروف پڑھنے میں میرے دو عزیزوں جناب مولانا حافظ محمد نعمان قاسمی (نزیل حیدرآباد) اور عزیزم مولانا سعود اختر سلفی، استاد جامعہ سراج العلوم السّلفیہ، جھنڈانگر کا علمی تعاون ناقابل فراموش ہے، اللہ! ان دونوں عزیزوں کو مزید دینی ودعوتی اور علمی خدمات انجام دینے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے کرم فرما اور مخلص خادم کتاب وسنت جناب مولانا عبدالمنان سلفی رحفظہ اللہ ریکٹر جامعہ سراج العلوم السّلفیہ کا شکریہ ادانہ کروں،

جومیری دعوتی وجماعتی خدمات اور علمی ونصابی تصنیفات کو استحسان اور قدر کی نظر سے دیکھتے ہیں، انشراح صدر اور کشادہ روئی کے ساتھ علمی معاونت اور مفید مشوروں سے نواز کر میری حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں، اس کتاب کو بھی انھوں نے حرف بہ حرف تنقیدی واصلاحی نگاہ سے مطالعہ کیا ہے، زبان وبیان میں جہاں کہیں کوئی سقم یا کمی محسوس کی ہے اس کی اصلاح فرمائی ہے، اللہ انھیں اس کا اجر جزیل عطا فرمائے اور صحت وعافیت کے ساتھ ان کا سایہ تا دیر قائم رکھے۔ (آمین)

مادر علمی جامعہ سراج العلوم السّلفیہ کے ناظم اعلیٰ، باکمال صحافی، بلند پایہ ومثالی خطیب اور ادیب اریب جناب مولانا شمیم احمد صاحب ندوی رحفظہ اللہ کی خدمت میں صمیم قلب کے ساتھ ہدیہ تشکر پیش کررہا ہوں کہ آپ اپنی گوناں گوں علمی وادارتی مشاغل اور عوارض انسانی کے باوصف میری ادنی گذارش پر آپ نے میری اس معمولی علمی کاوش پر ایک نہایت علمی ووقیع اور معلوماتی مقدمہ نذر قرطاس فرما کر کتاب کے اعتبار ووقار میں اضافہ فرمایا ہے۔ جزاء ہ اللہ خیر الجزاء۔

میں اپنے دیرینہ محسن اور فاضل دوست گرامی قدر جناب مولانا محمد نسیم مدنی رحفظہ اللہ ناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث، روپندیہی، نیپال اور مناظر اسلام جناب مولانا شہاب الدین مدنی رحفظہ اللہ، امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی کا بھی ممنون ومشکور ہوں کہ آپ دونوں صاحبان نے اپنے تاثرات تحریر فرما کر بہت ساری دعاؤں اور نیک مشوروں سے نوازا ہے، اسی طرح میں بے حد شکر گذار ہوں اپنے ان تمام حوصلہ مند ودینی مزاج کے حامل رفقاء واحباب کا بالعموم اور عزیز مکرم جناب مولانا ضیاء الرحمٰن بن عبد السلام رحفظہ اللہ جنرل سکریٹری مرکزی جمعیت اہل حدیث نیپال کا بالخصوص جنھوں نے میری اس کتاب کی کتابت وطباعت کے سلسلہ میں میری مالی معاونت فرماتے ہوئے مجھ سے مزید علمی وتصنیفی سفر جاری رکھنے کی استدعا کی ہے جس سے

میرے عزم وحوصلہ کو جلاء ملی ہے،اللہ تعالیٰ ان کی دینی غیرت وحمیت میں استحکام اور استقامت عطا کرے اور دنیوی واخروی سعادتوں سے بہرہ ورفرمائے۔(آمین)

سب سے اخیر میں عزیز گرامی مولوی عتیق الرحمٰن سراجی میرے شکر وسپاس کے مستحق ہیں کہ انھوں نے نہایت خوش دلی کے ساتھ اسے جلد اور بہتر انداز میں کمپوز کر کے پایہ تکمیل تک پہونچانے میں میرے قدم بہ قدم چلتے رہے اللہ انھیں اس کا اچھا صلہ عنایت فرمائے۔(آمین)

اللہ سے دعا ہے کہ میری اس معمولی دعوتی خدمت کو شرف قبولیت عطا فرما اسے عوام کی اصلاح ورہنمائی کا ذریعہ بنا اور اسے میرے والدین،اہل خانہ،اعزہ واقارب اور تمام اساتذۂ کرام کے لئے پروانۂ نجات بنا۔آمین تقبل یارب العالمین۔

وصلی اللہ علی النبی محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیراً۔

خادم علم وعلماء
وصی اللہ عبدالحکیم مدنی

E-Mail:Wasimadni@yahoo.com

Mo:9453117451

۲۸/جنوری ۲۰۱۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید:

اس کرۂ ارضی پر موجود گمراہ وگمراہ گر فرقوں میں سے ایک فرقہ ''شیعہ'' ہے، جس کا بانی ملک یمن کے شہر صنعاء کا ایک پستہ قد، کالا کلوٹا، اسلام دشمن اور شاطر یہودی، ''عبداللہ بن سباء'' ہے، جس کی زندگی کا اہم مقصد مذہب اسلام کی سنہری تعلیمات کو مشکوک بنانا، پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کی بے مثال اور پاکیزہ سیرت وکردار کو داغدار کرنا نیز علمی وعبقری اسلامی شخصیات کی بے لوث خدمات کو ملیا میٹ کرنا ہے۔

شیعہ مذہب کی تشکیل، تشہیر، ترویج اور ہر دور میں مختلف وسائل وذرائع کے ذریعہ اس کی آبیاری اوراس کی صداقت وحقانیت کی پرزور وکالت اسلام دشمن ''ابن سباء'' کی منصوبہ بند ومنظّم سازش کی تکمیل ہی کا شاخسانہ ہے۔

شیعوں کے ستّر یا اس سے زائد فرقوں میں ایک فرقہ ''اثنا عشری'' ہے، جو بزعم خویش بارہ معصوم ائمہ واوصیاء کے قائل ہیں، عام طور پر شیعہ سے مراد یہی فرقہ اثنا عشری ہی ہوتا ہے، ان کے کفریہ اور شرکیہ عقائد کے تناظر میں مختلف مکاتب فکر کے جید علماء کرام ومفتیان عظام کی ایک کثیر تعداد نے انھیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر ''کافر'' کہا ہے، ان کی معتمد ومذہبی کتابوں میں جو عقائد بیان کئے گئے ہیں یا ان کے روحانی پیشواؤں، نامور اسکالرس اور مصنّفوں نے اپنے جن عقائد وافکار کو رواج دینے کی خاطر لسانی وقلمی توانیاں صرف کی ہیں وہ ایمان شکن ہونے کے ساتھ نہایت حیا سوز ہیں، اور مذہب کا سہارا لے کر مذہب کے نام اور اجر عظیم کی امید پر زنا کاری، فحاشی اور بدکاری کو فروغ دینے میں کارتریاق کا کام دے رہی ہیں، تقیہ، عام صحابہ کو کافر ومرتد قرار دینا، حضرات شیخین پر تبرا کرنا انھیں غاصب، ظالم وبدکار کہنا اورازواج مطہرات

میں اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی عفیفہ، زاہدہ، عابدہ اور فقیہہ کو ''زندیقہ'' آبرو باختہ اور فاحشہ قرار دینا، ان کے عقائد کے بنیادی اجزاء ہیں، اخلاق و شرافت سے گری بلکہ انسانیت کو شرم سار کرنے والی ان باتوں کو نوک زبان و قلم پر لانے ہی سے کلیجہ پھٹ جاتا ہے، لیکن اظہار حق، صحابہ کرام کی رفعت و عظمت اور شیعوں کے ہفوات کی حقیقت کو طشت از بام کرنے کی خاطر بدرجہ اکراہ اور بمصداق ''نقل کفر کفر نہ باشد'' ان کے فاسد و باطل عقائد کو قلم بند کرنے کی جسارت کی جارہی ہے۔

مرکزی عنوان سے ربط پیدا کرنے کی غرض سے سب سے پہلے شیعہ کا معنی ومفہوم ذکر کیا گیا ہے، پھر اجمالی طور پر عقیدۂ امامت ورجعت کا تذکرہ کیا گا ہے اور اصل موضوع امام غائب کے بارے میں دنیائے شیعیت کے علماء کے ذہنی مزعومات، کتاب وسنت سے متصادم افکار وخیالات کو حوالہ قرطاس کیا گیا ہے، آئندہ سطور میں امام غائب کے پیدا ہونے کی طلسماتی داستان اور دیگر احوال وکوائف، ممتاز اوصاف وفضائل، امتیازات و خصوصیات اور محیر العقول کمالات کی بابت جو کچھ لکھا گیا ہے وہ ساری باتیں ان کی مستند و معتبر کتابوں اور ان کی مذہبی شخصیات اور قابل اعتماد علماء کے فرمودات اور تحریروں کا مجموعہ ہے، میں نے عمداً تفصیلی نقد وتبصرہ سے اعراض کیا ہے کیونکہ ان کے یہ خرافی عقائد عقل ونقل ہر اعتبار سے لائق اعتناء نہیں ہیں، مزید تردید کرنا قیمتی اوقات کو ضائع کرنے کے مترادف ہے، تحقیق وتنقید اور کثرت معلومات کے خواہش مند بابصیرت علماء کی خدمت میں شیعوں کی بعض اہم واساسی مصادر ومراجع کے ذکر کے علاوہ ان کے بعض ایسے ممتاز ونامور علماء وفقہاء کے اسماء قلمبند کئے گئے ہیں جنھیں ان کی خاص اصطلاح میں ''شیخ الإسلام'' ''ثقة الإسلام'' ''خاتم المحدثین'' ''صدوق'' کہا جاتا ہے اور جنھیں امام غائب کا سفیر خاص ہونے کا شرف حاصل ہے، اس کے بعد سبائی فتنہ (شیعہ) سے نبرد آزما ہونے والے

جسور وغیور مصنفین کرام کی علمی کاوشوں کو اختصار کے ساتھ نذر قرطاس کیا گیا ہے۔جنھوں نے اپنی پوری حیات مستعار فرقہ شیعہ شنیعہ کو بیخ وبن سے اکھاڑنے کی حتی المقدور سعی محمود کی ہے، سب سے اخیر میں پوری کتاب کا خلاصہ اور حاصل مطالعہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

شیعہ کا لغوی واصطلاحی معنی ومفہوم:

شیعہ کا لغوی مفہوم:

"شیعہ" (مادہ شیع) شایع ،یُشایعُ، مشایعة سے ماخوذ ہے،جس کا لغوی معنی: متابعت ومطاوعت کرنا، کسی کے پیچھے چلنا،شیعہ اسم ہے جو دوستپیر وکار، گروہ، جماعت، رفقاء، مددگار، ایک جیسی رائے رکھنے والے، کسی کے پیچھے چلنے والوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے،عموماً شیعہ واحد تثنیہ،جمع اور مذکر ومؤنث کے لئے یکساں استعمال ہوتا ہے اس کی جمع "شِیَع" ہے جیسے "سدرة" کی جمع "سدر" ہے اور "أشیاع" جمع الجمع ہے۔(۱)

شیعہ کا اصطلاحی مفہوم:

اسلامی دور کے شروع میں صرف وہ لوگ شیعہ کہے جاتے تھے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مقدم مانتے تھے،اسی لئے کہا گیا کہ "ھذا من شیعة علی وذلک من شیعة عثمان" یعنی یہ شیعہ ہے اور وہ عثمانی ہے،ایسی صورت میں شروع اسلامی دور کے شیعہ کی تعریف ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ

---

(۱) کتاب الأربعین: ۱۹/۲ـ۱۹۱، تاج العروس من جواهر القاموس ۴۰۵/۵، مادة شاع: جمهرة اللغة:٦٣/٣،تهذیب اللغة: ٦١/٣ـ٦٣،لسان العرب: ١٨٨/٨ـ١٨٩ ،ماده شاع۔

کوحضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مقدم ماننے والی جماعت۔(۱)

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ''پہلے کے شیعہ جو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تھے وہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل مانتے تھے۔(۲)

کبھی کبھی متقدمین کی کتابوں میں لفظ شیعہ کا اطلاق ان لوگوں پر بھی ہوتا ہے جو حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف کے وقت حضرت علی کے ساتھ تھے، گوکہ یہ حضرات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخین سے افضل نہیں سمجھتے تھے۔

اسی طرح ان لوگوں کو بھی شیعہ کہا گیا ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیگر صحابہ سے افضل سمجھتے ہیں مگر یہ دیگر صحابہ کی فضیلت کے قائل تھے اور خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو حق سمجھتے تھے۔

مگر ان اولین شیعان علی کے بعد متاخر دور میں شیعہ کا لفظ بولا جاتا ہے اور اس سے مراد وہ لوگ لئے جاتے ہیں جو خلفائے ثلاثہ کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ ان کے ایمان کے بارے میں شک وشبہ ظاہر کرتے ہوئے ان کی تحقیر وتذلیل اور تکفیر کرتے ہیں اور خود کو حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ سے، ان کے متبعین سے، ان کے اہل بیت سے اور ان سے محبت کرنے والوں سے محبت کا دعوی کرتے ہیں اور پیغمبر اسلام کے بعد ان ہی کو خلافت وامامت کا حقدار سمجھتے ہیں، بلکہ بعد کے غالی قسم کے شیعہ انھیں نبی سمجھتے ہیں نیز دیگر غلو پسند شیعی ان کو الٰہ تک کہتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد ان کی اولاد میں سے گیارہ اشخاص کی امامت کے قائل ہیں اور انھیں کی اتباع

---

(۱) أصول الشيعة الإمامية: ٦٤/١، فتاویٰ ابن تیمیه:١٥٣/٣،فتح الباری:٣٤/٧

(۲) منهاج السنة:٦٠/٢

وپیروی کا دعوی کرتے ہیں اور انھیں انبیاء ورسل جیسا معصوم بلکہ ان سے اور اللہ کے مقرب ملائکہ سے بھی زیادہ افضل سمجھتے ہیں۔ (۱)

شیعہ کی وجہ تسمیہ:

شیعہ:- "مشایعة" سے ماخوذ ہے، اور مشایع کا مطلب اطاعت گزاری وپیروی کرنے والا، دراصل شیعہ اپنے مزعومہ اماموں کے معاونین ومتبعین تھے اسی لئے انھیں شیعہ کے نام سے پکارا جاتا ہے، چنانچہ جب اسلامی خلافت بنو ہاشم سے بنوامیہ کے خاندان میں چلی گئی اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے سیدنا معاویہ بن صحر رضی اللہ عنہ نے اقتدار لے لیا اور یکے بعد دیگرے خاندان بنوامیہ سے خلیفہ ہوتے چلے گئے، اس وقت مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد- جن میں مہاجر بھی تھے اور انصار بھی- بنوامیہ سے بددل ہوکر بنو ہاشم کو پسند کرنے لگی، اس وقت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی اولاد موجود تھی اور یہ ان سے جا ملے، یہ لوگ سمجھتے تھے کہ بنو ہاشم بنوامیہ سے خلافت کے زیادہ حق دار ہیں، انھوں نے بنو ہاشم کی مدد کی اور ان کا ساتھ دیا، ان کے معاونین ومتبعین بنے، اسی وجہ سے انھیں شیعہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا جانے لگا، اس وقت بنوعلی اور بنوعباس کے درمیان فکر ومذہب کا کوئی اختلاف نہیں تھا، جب بنوعباس کا دور حکومت آیا اور عباسیوں نے بنوامیہ سے اقتدار چھین لیا تو شیطان نے ان میں پھوٹ ڈال دی اور بنوعباس اولاد علی پر ظلم وستم کرنے لگے، اس وقت ایک گروہ پیدا ہوا جو بنوعباس کی حرکتوں کو سخت ناپسند کرتا تھا اور اولاد علی کو پسندیدگی کی نظروں سے دیکھتا تھا، یہ لوگ اولاد علی کو خلافت کا زیادہ اہل اور حقدار سمجھتے تھے، اس وقت سے اس کا نام شیعہ ہوگیا، یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ علی کی اولاد میں امامیہ کی امامت کا سلسلہ قائم محمد بن حسن عسکری تک برقرار ہے یہ اپنے پیشرو لوگوں کی طرح علی

---

(۱) میزان الاعتدال: ۱/۱۲، تهذيب التهذيب: ۱/ ۸۱ (۱۶۶) ترجمه ابان بن تغلب، فتح المغيث: ۱/ ۳۳۰، الشيعة أهل البيت: ص: ۴۲، اردو، الشيعة فى الميزان: ص: ۱۷-۱۸۔

اورعباس کی اولاد کے پیروکار نہیں''۔(۱)

قرآن مجید میں لفظ ''شیعہ'' کا استعمال:

قرآن مجید میں یہ لفظ متعدد معانی کے لئے استعمال ہوا ہے:

☆ پیروکار وتابعدار: ارشادالٰہی ﴿وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيْمَ، اِذْجَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾ (الصافات:۸۳،۸٤)

ترجمہ: اوراس (نوح کے) پیروکاروں میں سے (ہی) ابراہیم بھی تھے، جب کہ اپنے رب کے پاس بےعیب دل لائے۔

☆ گروہ وجماعت: ارشادربانی: ﴿ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا﴾ (مریم:٦٩)

ترجمہ: ہم پھرہرگروہ سے انھیں الگ نکال کھڑا کریں گے، جواللہ رحمٰن سے بہت اکڑے اکڑے پھرتے تھے۔

☆ قوم: ارشادالٰہی: ﴿......فَوَجَدَفِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ.....﴾ (القصص:١٥)

ترجمہ: یہاں دوشخصوں کولڑتے ہوئے پایا یہ ایک تواس کے رفیقوں میں سے تھا اور یہ دوسراان کے دشمنوں میں سے، اس کی قوم والے نے اس کے خلاف جواس کے دشمنوں میں تھا اس سے فریادکی۔

☆ ٹکڑا: فرمان الٰہی: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَئٍ.....﴾ (الأنعام:١٥٩)

(١) أعيان الشيعة: ص:١٣-١٤

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑاٹکڑا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

☆ ہم مشرب: ارشاد الٰہی: ﴿وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَايَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَآعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ.....﴾ (سباء:٥٤)

ترجمہ: ان کی چاہتوں اوران کے درمیان پردہ حائل کر دیا گیا جیسے کہ اس سے پہلے بھی ان کے ہم مشرب (انہی جیسے) لوگوں کے ساتھ کیا گیا۔

☆ مثل: ارشاد الٰہی: ﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَآ أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ﴾ (القمر:٥١)

ترجمہ: اور ہم نے تم جیسے بہتیروں کو ہلاک کر دیا ہے پس کوئی ہے نصیحت لینے والا۔

حدیث نبوی میں لفظ ''شیعہ کا استعمال:

حدیث نبوی میں یہ لفظ ''شیعہ'' استعمال ہوا ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''**ينـزل الدجـال فـي هذه السبخة بـمـرقناة، فيكون أكثر من يخرج إليه النساء حتى ان الرجل ليرجع إلى حـميـمه وإلى أمه وابنته واخته وعمته، فيوثقها رباطا، مخافة أن تخرج إليـه ثـم يسـلـط الـلـه المسلمين عليه فيقتلونه ويقتلون شيعته حتى ان اليهودى ليختبئى تحت الشجرة أوالـحـجر فيقول الحجر أوالشجرة المسلم،هذا يهودى تحتى فاقتله**''(١)

ترجمہ: دجالؔ مرقنات کے شوراور نمکین مقام پر نکلے گا اس کے فتنہ کا شکار اکثر خواتین ہوں گی، صورت حال یہ ہوگی کہ آدمی اپنے دوست اپنی والدہ بیٹی، بہن اور پھوپھی کے پاس آئے گا، انھیں اچھی طرح باندھ دے گا، اس بات سے خوف کھاتے ہوئے کہ وہ اس کی طرف نہ نکل جائیں

(١) مسندأحمد:١٩٠/٧

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس پر غلبہ عطا فرمائے گا اور وہ اس کو قتل کر دیں گے اور اس کے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیں گے، یہاں تک کہ اگر کوئی یہودی کسی درخت کے پیچھے یا پتھر کے پیچھے چھپے گا تو وہ پتھر یا درخت مسلمانوں کو کہے گا کہ یہ یہودی میرے پیچھے ہے اس کو قتل کر دو۔

شیعوں کے مشہور فرقے:

مذہب شیعہ بنیادی طور پر چار فرقوں میں منقسم ہے:

(۱) غلاۃ (۲) کیسانیہ (۳) زیدیہ (۴) امامیہ

غلاۃ کے چوبیس فرقے، کیسانیہ کے چھ فرقے، زیدیہ کے نو فرقے اور امامیہ کے سینتیس اور بقول شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی انتیس فرقے ہیں جن میں سے ''اثنا عشریہ'' ''اسماعیلیہ'' اور ''زیدیہ'' زیادہ معروف ہیں۔(۱)

شیعہ اثنا عشریہ کی وجہ تسمیہ:

اثنا عشریہ جس کا دوسرا نام ''امامیہ'' اور رافضہ ہے، ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی وفات کے بعد اولاد علی رضی اللہ عنہ میں سے بارہ ائمہ معصومین اللہ کی جانب سے ہی نامزد ہیں، جن پر ایمان لانا واجب اور ان کی سمع و طاعت فرض ہے، اسی لئے ان کو ''شیعہ اثنا عشریہ'' کہا جاتا ہے۔

اثنا عشریہ کے بارہ ائمہ معصومین کے اسماء:

منصب امامت پر فائز ہونے والے بارہ ائمہ معصومین کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں، ان میں گیارہ ائمہ کرام اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہو چکے ہیں، بارہویں روپوش امام کے خروج و ظہور کا انتظار ہو رہا ہے۔

(۱) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۲) حسن بن علی رضی اللہ عنہ

(۳) حسین بن علی رضی اللہ عنہ (۴) علی (زین العابدین) بن حسین

(۱) السیف المسلول: ص:۱۸-۳۳۸، تحفہ اثناعشریہ: ص:۲۱-۳۹

(۵) محمد (الباقر) بن علی رحمہ اللہ　(٦) جعفر (الصادق) بن محمد رحمہ اللہ
(۷) موسیٰ (الکاظم) بن جعفر رحمہ اللہ　(۸) علی (الرضا) بن موسیٰ رحمہ اللہ
(۹) محمد (الجواد) بن علی رحمہ اللہ　(۱۰) علی (الہادی) بن محمد رحمہ اللہ
(۱۱) حسن (العسکری) بن علی (۱)　(۱۲) محمد (المہدی) بن حسن (۲)

امام غائب سے مراد:

شیعوں کی اصطلاح میں امام غائب سے مراد گیارہویں امام حسن بن علی عسکری کے اکلوتے بیٹے ''محمد'' ہیں، جو اپنے والد گرامی کی رحلت سے صرف دس دن پہلے معجزانہ طور پر غائب ہو گئے، شیعوں کی مخصوص اصطلاح اور ان کی معتبر کتابوں میں ان کو ''الحجة من آل محمد'' ''القائم المنتظر'' ''صاحب الزماں'' ''قائم آل محمد'' اور ''صاحب الأمر'' کہا جاتا ہے۔

مدعیان مہدی منتظر:

مختلف ادوار میں بہت سارے لوگوں نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور بیشمار سادہ لوح مسلمان ان کے مکروفریب کا شکار ہو گئے، انہی مدعیان نبوت اور مہدی موعود ہونے والوں میں ''آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی'' ہیں، اسی طرح سے فتنہ مہدویت کے بانی جونپور کے ''سید محمد'' جنھوں نے تحریک مہدویت کی بنیاد ڈالی

(۱) چونکہ بنو عباس نے حضرت حسن اور ان کے والد حضرت علی نقی کو زبردستی مدینہ سے ''سامراء'' بلا لیا تھا اور حکومت کی سخت نگرانیوں میں رکھا گیا تھا یہاں ان حضرات نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ ''عسکر'' نامی محلّہ یعنی چھاونی میں فوج کے درمیان گذارا اسی مناسبت سے ان کا لقب ''عسکری'' رکھا گیا، شیعہ مؤرخین کے علاوہ ''قاضی بہلول بہجت آفندی'' نے بھی اپنی کتاب ''تشریح ومحاکمہ درتاریخ آل محمد'' ص: ۲۴۵) میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(۲) الشیعة فی التأریخ :ص:٤٥-٤٦، الشیعة والتشیع فرق وتاریخ :ص:٢٦٩

اوراپنے آپ کومہدی منتظر کہا، ان کے انتقال کے بعد ''عبداللہ نیازی'' اور ''شیخ علائی'' نے اس تحریک کی خوب آبیاری کی اور مریدوں کو تیار کیا، شیعوں نے اپنے بارہویں امام موہوم امام غائب محمد بن حسن عسکری کومہدی منتظر کی شکل میں پیش کررہے ہیں اور انھیں ایسے اوصاف سے متصف کررہے ہیں جن کا صداقت وحقانیت سے ادنی تعلق نہیں ہے، یہ سب جھوٹے دعویدار ہیں، جن کی دروغ گوئی کی حقیقت کو ہر دور کے علماء محققین ومورخین نے طشت از بام کیا ہے اور اس طرح کے فتنوں کی جم کر مخالفت کی ہے، اللہ کی نصرت وتائید سے حق غالب رہا اور باطل پاش پاش ہوگیا۔

شیعوں کے مہدی موعود:

مذہب شیعہ کی مستند ومعتبر کتابوں کی شہادت اور دنیائے شیعیت کے نامور مصنفین، محققین اور مورخین کے ارشادات وفرمودات کی روشنی میں شیعوں کے مہدی موعود، اور امام آخرالزماں بارہویں امام جوابھی لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل اور ایک غار میں روپوش ہیں ان کا نام ''محمد'' اور کنیت ''اُبوبکر'' ہے، ان کے باپ کا نام ''حسن عسکری'' اور والدہ کا نام باختلاف روایت ''ملیکہ، حکیمہ، صیقل، صقیل، ریحانہ اور نرگس (نرجس) ہے، آخرالذکر ''نرگس'' شاہ روم کی پوتی تھیں اور ایک زرخرید کنیز کی حیثیت سے امام حسن عسکری کے حرم میں داخل ہوئیں۔(۱)

شیعہ اور عقیدۂ امامت:

شیعوں کے سارے عقائد کفر وشرک پرمبنی ہیں، ان کے بنیادی واساسی عقائد میں سے ایک ''عقیدۂ امامت وولادیت'' ہے، جس کا تصور یہ ہے کہ امامت ایک ایسا منصب ہے جو نبوت کی طرح عطیہ الٰہی ہے، امام کا انتخاب براہ راست اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، امام انبیاء کی طرح معصوم عن الخطأ مفترض الطاعۃ اور مامور من اللہ ہوتا ہے

(۱) الإرشاد: ص:۳٤٦، کشف الغمة:۲۷۷/۳، الشيعة والتشيع فرق وتاريخ ص:۲۷۳

اس پر وحی نازل ہوتی ہے، وہ اپنی موت کا وقت جانتا ہے اور باختیار خود مرتا ہے، وہ ماکان وما یکون کا علم رکھتا ہے، امامت کا یہ مفہوم قرآنی تعلیمات وارشادات مصطفوی کے منافی ہے، نیز دنیائے عرب کے کسی لغت میں امامت کا یہ مطلب نہیں پایا جاتا ہے، جن میں بعض صفات انبیاء کے ہیں جب کہ بعض کا تعلق صفات الٰہیہ سے ہے۔ (﴿سُبْحَانَکَ هَذا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾)

شیعوں کے ائمہ معصومین کے اوصاف وخصائل:

۞ اماموں کا مقام ومرتبہ انبیاء کرام سے بلند ہے۔(۱)

۞ ائمہ کرام محمد ﷺ کی طرح ہیں۔(۲)

۞ امامت علی کا منکر نبوت محمد کا منکر ہے۔(۳)

۞ کوئی بھی ائمہ کے مقام معنویت تک نہیں پہنچ سکتا ہے چاہے وہ کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل ہی کیوں نہ ہو۔(۴)

۞ حضرت علی انبیاء ومرسلین اور فرشتوں سے افضل ہیں۔(۵)

۞ ائمہ معصومین سید المرسلین ﷺ کے قائم مقام ہیں، اور وہ انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔(٦)

۞ اماموں میں انبیاء والے اوصاف ہوتے ہیں۔(۷)

۞ امام رسول اللہ ﷺ کے برابر ہیں۔(۸)

---

(١) حياة القلوب: ص: ١٠ (٢) البرهان فی تفسير القرآن: ص: ٢٥۔

(٣) مشكوٰة الاسرار: ص:٢٤، (٤) الحكومة الإسلامية، (٥) امهات ائمه۔

(٦) مقدمة تفسير أنوار النجف فی اسرار المصحف: ص:١١۔

(٧) تنزيه الأنساب فی قبائل الاعراب شيوخ الاصحاب ص:٥٦٨

(٨) الأصول من الكافی: ٢٧٠/١۔

۞ امام پر وحی نازل ہوتی ہے اور امام کی معرفت کے بغیر اللہ کی حجت پوری نہیں ہو سکتی۔(۱)

۞ امام کے بغیر دنیا قائم نہیں رہ سکتی۔(۲)

۞ شب قدر میں امام پر سالانہ احکام نازل ہوتے ہیں۔(۳)

۞ امام اپنی موت کا وقت جانتا ہے، اور باختیار خود مرتا ہے۔(۴)

۞ ائمہ گذشتہ اور آئندہ تمام امور جانتے ہیں اور ان سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔(۵)

۞ امام میں نبی ﷺ سے بڑھ کر صفات موجود ہیں۔(۶)

۞ امام ماں کی ران سے پیدا ہوتا ہے۔(۷)

۞ ائمہ جس چیز کو چاہتے ہیں حلال کرتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں حرام کرتے ہیں۔(۸)

۞ امامت بھی نبوت کی طرح منصب الٰہی ہے، امام کا معصوم ہونا ضروری ہے، امام کا خطا اور نسیان سے محفوظ ہونا واجب ہے، امام کے لئے سارے زمانہ پر فوقیت رکھنا ضروری ہے۔(۹)

۞ ائمہ کے پاس وہ تمام کتابیں جو نازل شدہ ہیں موجود ہیں، اور باوجود دوسری زبانوں میں ہونے کے یہ انھیں سمجھتے ہیں۔(۱۰)

---

(۱) الأصول من الكافي: ۱/۱۷٦۔۱۷۷)(۲) الأصول من الكافي: ۱۷۸۔

(۳) الأصول من الكافي: ۱/۲٤۸،(٤) الأصول من الكافي: ۱/۲۵۸۔

(۵) الأصول من الكافي: ۱/۲٦۰، (٦) الأصول من الكافي: ۱/۳۸۸،(۷) أحسن المقال: ص:۳۲۵، (۸) خلقت نورانيه: ۱/۱۵۵،(۹) تحفه نماز جعفريه: ص:۲۸۔

(۱۰) الأصول من الكافي: ۱/۲۲۷۔

۞ ائمہ کے گھروں میں فرشتے آتے ہیں، اوران پر سایہ فگن ہوتے ہیں، انھیں باتیں بتاجاتے ہیں۔(۱)

۞ امام سے کسی آدمی کی کوئی بات پوشیدہ ہے نہ کسی پرندہ، درندہ اور کسی ذی روح کی کوئی چیز مخفی۔(۲)

امام غائب کی ولادت کی کہانی شیعہ علماء کی زبانی:

امام غائب کی ولادت کب، کہاں اور کیسے ہوئی ہے؟ اس سلسلے میں شیعہ علماء مصنفین ومورخین کی مضحکہ خیز تحریروں میں کافی تضاد نظر آرہاہے، بعض شیعہ ارباب قلم ازراہ مصلحت آپ کی ولادت کوتسلیم کرکے آپ کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہیں اورتقریروتحریر کے ذریعہ عام لوگوں کوان پرایمان لانے کی دعوت دے رہے ہیں تو وہیں بعض دوسرے شیعی ائمہ ان کے عزیز واقارب کی شہادت کی بنیاد پر پورے شدومد کے ساتھ آپ کی ولادت کاانکار کررہے ہیں، امام حسن عسکری کی پھوپھی ''حکیمہ'' کے بیان اور ان کے والدگرامی کی علالت ووفات کے بعد سلطان وقت کی خانہ تلاشی کے بعد بھائیوں کے مابین آپ کے ترکہ کی تقسیم سے معلوم ہوتاہے کہ آپ کی ولادت کی جوطلسماتی داستان تیار کی گئی ہے، اس کا امرواقع سے کوئی تعلق نہیں ہے، ''امام حسن عسکری کی پھوپھی حکیمہ کے بیان کے مطابق ان کی اہلیہ کے اندرحمل کے آثار مطلق نہیں تھے، ''امام حسن'' نے کہا کہ صبح کواثرحمل ان پرظاہر ہوں گے...'' دوسری روایت میں منقول ہے کہ ''حضرت علی نقی نے فرمایا: کہ حمل ہم اوصیائے پیغمبراں کاشکم میں نہیں ہوتا بلکہ پہلو میں ہوتاہے، اس لئے کہ ہم نورحق تعالیٰ ہیں''۔(۳)

---

(۱) كتاب الحجة من الكافي: ۱/۳۹۳۔

(۲) قرب الإسناد إلى صاحب الأمر: ص:۱٤٦۔

(۳) جلاء العيون: ٤٧٤۔

امام غائب کی ولادت کی حقیقت کی صحیح معرفت کے لئے ان کے والد محترم ''امام حسن عسکری'' کی علالت ووفات کا واقعہ بھی ملاحظہ فرمالیں: ''احمد بن عبداللہ بن خاقان کے بقول ''جب آپ (امام حسن عسکری) بیمار ہو گئے تو سلطان نے آپ کے والد کی طرف پیغام بھیجا کہ رضا کا بیٹا بیمار ہو گیا ہے، وہ اسی وقت سوار ہوئے اور جلدی جلدی دارالخلافہ پہنچے، پھر جلدی ہی وہاں سے لوٹ گئے آپ کے ساتھ امیر المؤمنین کے پانچ خادم تھے جو سب کے سب اعتبار والے اور آپ کے خصوصی خادم تھے، ان میں نحریر بھی تھا، آپ نے انھیں ہمیشہ ''حسن'' کے گھر میں موجود رہے اور ان کے حال کی خبر رکھنے کا حکم دیا، آپ نے طبیبوں کی ایک جماعت کو بلوایا اور انھیں حکم دیا کہ وہ ''حسن'' کے پاس آتے جاتے رہیں، صبح وشام ان کا علاج کریں اور خیال رکھیں، اس کے دو یا تین دن کے بعد انھیں بتایا گیا کہ آپ بہت کمزور ہو چکے ہیں، آپ نے طبیبوں کو ہر وقت ان کے گھر میں رہنے کا حکم دیا، قاضی القضاۃ کی طرف پیغام بھیجا، اسے اپنے یہاں بلوایا اور حکم دیا کہ اپنے ساتھیوں میں سے دس ایسے آدمی چن لو جن کی دینداری، تقویٰ اور امانت داری پر تمھیں اعتماد ہو، اس نے آدمی پیش کر دیئے، اور انھیں لے کر ''حسن'' کے گھر کی طرف چلا گیا، انھیں حکم دیا کہ وہ رات دن ''حسن'' کے پاس موجود رہیں، یہ لوگ وہیں رہتے تھے کہ آپ صرف ۲۸ رسال کی عمر پا کر ربیع الاول ۲۶۰ھ کو انتقال کر گئے، ایک کہرام بپا ہو گیا، سلطان نے آپ کے گھر اور آپ کے کمروں کی تلاشی کے لئے آدمی بھیجے، ہر چیز پر مہر لگا دی اور آپ کے بیٹے کو تلاش کرنے لگے، اس کے آدمی ان تمام عورتوں کو لے آئے جن کے بارے میں لگتا تھا کہ یہ حاملہ ہیں، سلطان نے انھیں اپنی لونڈیوں کے پاس بھیج دیا کہ لونڈیاں ان عورتوں کو دیکھیں، لونڈیوں میں سے کسی نے بتایا کہ ان کی ایک لونڈی کو حمل ہے، اسے ایک کمرے میں ڈال دیا گیا، اس پر نحریر خادم اس کے ساتھیوں اور عورتوں کو

نگراں مقرر کردیا گیا، اس کے بعد تجہیز وتکفین کی تیاری میں لگ گئے ، بازار بند ہو گئے ، بنو ہاشم ، دوسرے سرداراور میرے والد جنازہ کی طرف گئے ، وہ دن جس نے دیکھا اسے قیامت کا روز معلوم ہوا، جب تیاری سے فارغ ہو چکے تو سلطان نے ''ابوعیسیٰ بن متوکل'' کی طرف پیغام بھیجا اور انھیں آپ کی نماز جنازہ پڑھانے کا حکم دیا، جب نماز کے لئے جنازہ رکھا گیا تو ''ابوعیسیٰ'' اس کے قریب گئے، آپ کے چہرے سے کپڑا ہٹادیا، بنی ہاشم کے علوی سرداروں، منصفوں ، قاضیوں اور حاکموں کو دکھاتے ہوئے کہا یہ ''حسن بن علی بن محمد بن رضا'' ہے جو اپنے بستر پر اپنی طبعی موت مرا، امیر المؤمنین کے معتمد ساتھیوں میں سے فلاں فلاں ، قاضیوں میں سے فلاں فلاں ،طبیبوں میں سے فلاں فلاں اس کے پاس موجود تھے، پھر آپ کا چہرہ ڈھانپ دیا اور اسے اٹھانے کا حکم دیا، آپ کو گھر کے درمیان سے اٹھایا گیا اور اس گھر میں دفن کردیا گیا جس میں آپ کے والد کو دفن کیا گیا تھا۔

آپ کو دفن کردینے کے بعد سلطان اور دوسرے لوگوں نے آپ کے بیٹے کو ڈھونڈنا شروع کیا، گھروں اور چوراہوں میں بہت ڈھونڈھا گیا، ان کی میراث تقسیم کرنے میں توقف کیا گیا، وہ لونڈی جس کے بارے میں شبہ تھا کہ اسے حمل ہے اس وقت تک نگرانی میں رہی تا آنکہ بات واضح ہوگئی کہ اسے حمل نہیں ہے، جب علم ہوگیا کہ اس کو حمل نہیں ہے تو آپ کی میراث آپ کی والدہ اور بھائی جعفر میں تقسیم کردی گئی، آپ کی والدہ کو آپ کی وصیت کے مطابق حصہ دے دیا گیا اور یہ سب کچھ قاضی کے یہاں درج کردیا گیا''۔(۱)

---

(۱) کتاب الحجۃمن الکافی: ص٥٠٥، الارشاد: ص: ۳۳۹ – ۳٤٠ کشف الغمۃ فی معرفۃ الأئمۃ: ٤٠٨، ٤٠٩، الفصول المھمۃفی معرفۃ أحوال الائمۃ: ص: ۲۹۸ ، جلاء العیون: ۲/٦۲ ٧،اعلام الوری: ص:۳۷۷،۳۷۸، إکمال الدین ص:٤۲۔

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانہ سے:

؎ ''لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا'' کے بمصداق مذکورہ بالا روایت بارہویں اور آخری امام کی ولادت کے متعلق ان تمام قصوں، رام کہانیوں اور من گھڑت افسانوں کی خودساختہ عمارت کو منہدم کررہی ہے جسے شیعوں نے اپنے امام غائب کی خیالی وافسانوی شخصیت کو ثابت کرنے کے لئے تعمیر کیا ہے، تاریخی شہادت اور تحقیقی بات یہ ہے کہ شیعہ حضرات کا مہدی اور قائم من گھڑت، موہوم اور معدوم ہے جیسا کہ اس حقیقت کا اعتراف خود شیعوں کے مشہور عالم سعد بن عبداللہ القمی نے ان الفاظ میں کیا ہے:"توفي ـ يعني الحسن العسكري ـ لم يرى له خلف ولم يعرف له ولد ظاهر"(۱)

ترجمہ: امام حسن بن علی عسکری کا کوئی بیٹا پیدا ہی نہیں ہوا۔

امام غائب کے معتمد خاص ''مفید'' نے بھی یہی لکھا ہے کہ: ''آپ کا بیٹا آپ کی زندگی میں ظاہر نہیں ہوا، اور نہ ہی آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے اسے پہچانا ہے، ابومحمد (حسن عسکری) کے بھائی جعفر بن علی منصب امامت پر قابض ہوگئے ان کا مال میراث لے لیا..''۔(۲)

ان کے حقیقی بھائی جعفر بن علی کا بھی یہی بیان ہے اور اسی وجہ سے حسن بن علی کی میراث ان کے بھائی جعفر اور والدہ کے درمیان تقسیم کردی گئی تھی، مؤرخین نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔ ﴿**هذا هو الواقع وليس له دافع**﴾

امامت کی منتقلی اور شیعوں کی مکر بازی:

امامت کی منتقلی ونامزدگی کے سلسلے میں اثناعشریہ کا یہ عقیدہ ہے کہ تیسرے ''امام حسین'' کے بعد امام کا بیٹا ہی امام ہوتا ہے کوئی دوسرا عزیز نہیں ہوسکتا ہے، چونکہ

(۱) المقالات والفرق ص:۱۰۲۔

(۲) الإرشاد:ص:۳۴۵،اعلام الورى:ص:۳۸۰۔

گیارہویں امام ''حسن عسکری'' کے پاس کوئی نرینہ اولاد نہ تھی، اس لئے ان کے بعد امامت کا مسئلہ پیچیدہ ہوگیا اس مشکل کو حل کرنے کے لئے یہ مشہور کیا گیا کہ امام'' حسن عسکری'' کی وفات سے چار یا پانچ سال پہلے (ایک روایت کے مطابق ۱۵ر شعبان ۲۵۵ھ شب جمعہ، شہر سامراء میں اور دوسری روایت کے مطابق ۲۵۶ھ میں) ان کے ایک صاحبزادے ان کی ایک کنیز کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، جن کو عام نظروں سے چھپا کے رکھا جاتا تھا، اس لئے ان کو کوئی دیکھ نہیں سکا تھا، لیکن وہ اپنے والد امام'' حسن عسکری'' کی وفات سے صرف دس دن پہلے معجزانہ طور پر غائب ہوگئے اور وہ تمام چیزیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نسلاً بعد نسل ہر امام کے پاس منتقل ہوتے ہوئے آخر میں امام ''حسن عسکری'' کے پاس تھیں، تن تنہا اپنے ساتھ لے کر اپنے شہر ''سُرَّ من رأى''، ہی کے ایک غار میں روپوش ہوگئے اور اب بھی وہیں زندہ ہیں، شیعی روایت کی بناء پر ۵ر سال کی عمر یعنی ۲۶۰ھ میں آپ کے سر سے آپ کے والد کا سایہ اٹھ گیا تھا۔

امام غائب کے فضائل ومناقب:

شیعہ محدث طبرسی نے اپنی کتاب ''اعلام الورىٰ'' (ص: ۴۲۷) میں بروایت علی بن حسین نقل کیا ہے کہ ''ہمارے قائم یعنی امام غائب میں چھ انبیاء کرام: حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات وفضائل پائے جاتے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام جیسی لمبی عمر، موسیٰ علیہ السلام کا خوف وغیبت، عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لوگوں کا اختلاف، ایوب علیہ السلام کی مصیبت وپریشانی کے بعد کشادگی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تلوار کے ذریعہ خروج، امام قائم کی پیدائش لوگوں سے اس قدر مخفی ہوگی کہ لوگ یہ کہیں گے کہ ''لم یولدْ بعدُ'' وہ اب تک پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں اور جو ان کی غیبت وامامت پر ثابت قدم رہا تو اللہ اسے شہداء

بدر کے ایک ہزار شہیدوں کے برابر ثواب دے گا اور ایک روایت کے بموجب وہ خانہ کعبہ سے ٹیک لگا کریوں گویا ہوں گے کہ "أنا بقية من آدم، و ذخيرة من نوح، ومصطفى من إبراهيم، وصفوة من محمد(۱)وفی روایة یقول:وأنا بقية الله وخليفته وحجته عليكم"(۲)ويكون جبرئيل بين يديه"(۳)

امام غائب کا مسکن ومستقر:

امام غائب کس جگہ روپوش ہیں؟ دنیائے شیعیت کی معتبر کتابیں اوران کے علماء کے اقوال ایک دوسرے سے مختلف ہیں جیسا کہ خطیب ملت اورفرق وادیان خصوصاً مذہب شیعہ پر گہری نظر رکھنے والے علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ اپنی کتاب "الشیعۃ والتشیع" ص۳۵۴، میں انہی کی کتابوں سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۱)"إنہ مستقر فی سرداب سامراء، ان کا مستقر سامراء کا سرداب (تہ خانہ) ہے۔(۲)یامدینہ طیبہ(۳)یا مکہ مکرمہ(۴)یا برضوی (۵) یا وادی ذی طوی (۶) یا ملک یمن کا وادی شمروخ یاجزیرہ خضراء(۷)یاجابلقاء یاجابلساء میں پناہ گزیں ہیں"۔

امام غائب کے معمولات:

شیعوں کے محدث اعظم "کلینی" کے بقول "امام غائب ایام حج میں حاضر ہوتے ہیں، وہ تمام لوگوں کو دیکھتے ہیں، لیکن انھیں کوئی نہیں دیکھتا ہے" اسی طرح سے ان کے حالیہ ویومیہ اعمال وخدمات کے تعلق سے ایسے افسانے تراشے گئے ہیں، جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، بلکہ ان روایتوں میں کھلا تضاد نظر آرہا ہے جو کسی بھی صاحب بصیرت پر مخفی نہیں، بیان کیا جاتا ہے، کہ "......لا يرى جسمه

---

(۱) كتاب الغيبة للنعماني، بحارالأنوارالجامعة لدراخبارالائمة الأطهار:ج۱۳ /۱۷۹(۲)الفصول المهمة :ص: ۳۲۲(۳)كتاب الغيبة للطوسى :ص:۲۷٤،بحواله الشيعة والتشيع فرق وتاريخ :ص:۳٦۲، ۳٦۳۔

ولایسمی اسمه" نہ تو ان کا جسم نظر آئے گا اور نہ ان کا نام ہی رکھا جائے گا، جب کہ ایک شخص یہ دعوی کرتے ہوئے نظر آتا ہے، کہ "إنه راه عند الحجر الأسود والناس یتجاذبون إلیه وهو یقول: مابهذا أمروا" (۱)

ترجمہ: اس نے انھیں حجر اسود کے پاس دیکھا لوگ ان کے پاس کھینچے چلے جا رہے تھے۔
اس قدر کھلا تضاد پھر بھی دعویٰ ہے صداقت وحقانیت کا؟ تف ہے ایسی عقل وفہم پر۔

"غیبت" کا مفہوم ومطلب:

بالفاظ شیعہ مصنفین غیبت امام کا مفہوم یہ ہے کہ "جب بھی ائمہ کی غیبت (نگاہوں سے پوشیدہ رہنا) کا تذکرہ ہوتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ امام انسانی معاشرہ سے الگ رہ کر دوسری دنیا میں زندگی بسر کرر ہے ہیں بلکہ امام علیہ السلام اسی دنیا میں زندگی بسر کرر ہے ہیں، البتہ ہم ان کو پہچانتے نہیں ہیں، غیبت امام علیہ السلام کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: "یرونه ولایعرفونه" لوگ ان کو دیکھیں گے لیکن پہچانیں گے نہیں، "یعرفهم ولایعرفونه" امام ان کو جانتے پہچانتے ہیں، لیکن لوگ ان کو نہیں پہچانتے ہیں۔(۱)

☆علی رضا کی جانب منسوب قول یہ ہے کہ: "لایری جسمه ولا یسمی إسمه"، ترجمہ: نہ تو ان کا جسم نظر آتا ہے اور نہ ان کے نام کا پتہ ہے۔

اسی طرح حسن عسکری سے منقول ہے کہ: "إنكم لاترون شخصه ولایحل لكم ذكره بإسمه، قیل: فكیف نذكره؟ فقال: فقولوا: الحجة من آل محمد"۔
ترجمہ: تم ان کی شخصیت کا نظارہ نہیں کر سکتے اور نہ تمہارے لئے ان کا نام لینا روا ہے کہا گیا کہ تو

---

(۱) الأصول من الكافی، كتاب الحجة، باب فی الغیبة: ۳۲۸/۱، بحواله الشیعة والتشیع: ص:۳۵۵۔ (۲) الأصول من الكافی: كتاب الحجة، باب فی الغیبة، اثبات الهداة: ۱٤۱/۷، نور كائنات: ص:۱۹، ۲۱۔

کس طرح ہم ان کا ذکر کریں، فرمایا تم لوگ ''حجت آل محمد کہو''۔

اربلی کہتا ہے کہ: "أنـه حي مـوجـود، يـحـل ويـرتحل، ويطوف في الأرض ببيوت وخيم وخدم وحشم وإبل وخيل وغيرذلك"۔

ترجمہ: یقیناً وہ زندہ موجود ہیں، نزول وقیام کرتے ہیں اور پابہ رکاب ہوتے ہیں، روئے زمین کا، گھروں، خیموں، اونٹوں اورگھوڑوں وغیرہ کے ساتھ چکرلگاتے ہیں۔(۱)

﴿وذلک مبلغهم من العلم﴾

غَیبت کے موضوع پر شیعی تصنیفات:

شیعوں کے روحانی رہنماؤں نے شروع ہی سے ''غَیبت'' کو اپنے الٰہی رہبر، امام اورآخری تاجدار امامت کے لئے خاص قرار دیا ہے، یہ عظیم شرف اور اعزاز صرف امام غائب کو حاصل ہے، اس وصف خاص میں کوئی دوسرا امام شریک نہیں ہے، چنانچہ شیعہ دانشوروں اور محققوں نے امام مہدی کی ولادت سے قبل یا منصب امامت پر سرفراز ہونے سے پہلے غیبت کے اثبات اور اس کی اہمیت وضرورت کو عام شیعہ مصنفین نے بیان کیا ہے اور بعض نے تو اس سلسلہ میں مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں، شیعی مصادر کے استقراء وتتبع اور "الـذريعة إلـى تـصـانيف الشيعة" کے مصنف کی تحقیق کے مطابق تقریباً 54 شیعی نامور علماء نے اس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے اور ہر ایک نے اپنی کتاب کا نام "غَیبت" ہی رکھا ہے، ان میں سے بعض مشہور تصانیف مع مصنفین کے اسماء یہ ہیں:

(۱) الغَيبة — تالیف: علی بن محمد حسن بن طائی

(۲) الغَيبة — تالیف: علی بن عمر اعرج کوفی

(۳) الغَيبة — تالیف: ابراهيم بن صالح المناطی

(٤) الغَيبة — تالیف: علی بن هشام ناشری

---

(۱) كشف الغمة: ۳/ ۲۸۳، الشيعة فرق وتأريخ: ص: ۳٥٦۔

(٥)الغَيبة تاليف: فضل بن شاذان

(٦)الغَيبة تاليف: حسن بن علی بن أبی حمزه

(٧)الغَيبة تاليف: ابراهيم بن اسحاق أحمری نهاوندی

(٨)الغَيبة تاليف: محمد بن إبراهيم نعمانی

(٩)الغَيبة تاليف أبو جعفر محمد بن حسن الطوسی (١)

غیبت صغریٰ و کبریٰ اور آپ کے نمائندگان:

آپ کی غیبت کی دو حیثیت تھی، ایک صغریٰ اور دوسری کبریٰ، غیبت صغریٰ کی مدت ۷۳ یا ۷۴ سال تھی، اس کے بعد غیبت کبریٰ شروع ہوگئی، غیبت صغریٰ کے زمانہ میں آپ کا ایک نائب خاص یا بالفاظ دیگر نمائندہ بلکہ خصوصی ایجنٹ ہوتا تھا، جس کے زیر اہتمام ہر قسم کا نظام چلتا تھا، سوال و جواب، خمس و زکوٰۃ اور دیگر مراحل اس کے واسطے طے ہوتے تھے، خصوصی مقامات محروسہ میں اسی کہ تجویز و سفارش سے سفراء مقرر کئے جاتے تھے، یہ سارا کاروبار انتہائی راز داری سے ہوتا تھا، سب سے پہلے جنھیں نائب خاص ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ان کا نام ''عثمان بن سعید عمری'' تھا، آپ امام'' علی نقی'' اور امام ''حسن عسکری''، کے معتمد خاص تھے، قبیلہ بنی اسد سے ان کا تعلق تھا، کنیت ''ابو عمرو'' تھی،، سامراء کے قریہ ''عساکر'' کے رہنے والے تھے، وفات کے بعد آپ بغداد میں دروازۂ جبلہ'' کے قریب مسجد میں دفن کئے گئے، آپ کی وفات کے بعد بحکم امام آپ کے فرزند ''محمد بن عثمان بن سعید'' اس عظیم منصب پر فائز ہوئے، ان کی کنیت ''ابوجعفر''، تھی، انھوں نے اپنی وفات سے ۲/ماہ پہلے ہی اپنی قبر کھدوائی تھی، ان کا کہنا تھا کہ میں یہ اس لئے کررہا ہوں کہ مجھے امام نے بتادیا ہے اور میں اپنی تاریخ وفات سے واقف ہوں، آپ کی وفات جمادی الاخریٰ ۳۰۴ھ یا ۳۰۵ھ میں واقع ہوئی، اور

(١) رجال نجاشی: ٢١٥، رجال طوسی: ٣٥٧،٤٢، مقدمة إكمال الدين، قاموس الرجال: ۱۹۳/۳، فهرست طوسی: ۲۹، نور کائنات: ص: ۱۹۔

اپنی ماں کی قبر کے قریب بمقام ''دروازۂ کوفہ'' سرراہ دفن ہوئے، پھر آپ کی وفات کے بعد ''ابوالقاسم حسین بن روح'' اس عظیم منصب پر فائز ہوئے، جن کی وفات شعبان ۳۲۶ھ میں ہوئی، آخری نمائندہ ''أبو الحسن علی بن محمد السیمری '' تھے جن کا انتقال ۳۲۸ھ میں ہوا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ''غیبت صغریٰ'' جسے ''سفارتی'' دور بھی کہا جاتا ہے، یہ اس وقت ختم ہوا جب عباسی حکام کو اس کی اطلاع ہوئی اور ان کی طرف سے اس کی تحقیق وتفتیش شروع ہوئی کہ یہ کون لوگ ہیں جو اس طرح کا فریب دے کر رعایا کے سادہ لوح عوام کو لوٹ رہے ہیں؟ اس کے بعد سے یہ سلسلہ بند ہوگیا اور مشہور کر دیا گیا کہ اب غیبت صغری کا دور ختم ہوکر غیبت کبریٰ کا دور شروع ہوگیا اور اب ''صاحب الزماں'' کے ظہور تک کسی کا ان سے رابطہ قائم نہ ہو سکے گا اور کسی کی رسائی نہ ہو سکے گی اب بس ان کے ظہور کا انتظار کیا جائے۔ ﴿یهدی الله لنوره من یشآء﴾

امام غائب کی جانب سے کلینی کی تائید ''غیبی'':

شیعہ اثنا عشریہ کی سب سے مستند ومعتبر کتاب ''الجامع الکافی '' جو بزعم شیعہ خاتمة المحدثین أبو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی ۳۲۸ھ کی تصنیف ہے، غیبت صغریٰ کے زمانے میں ایک سفیر کے ذریعہ اس کتاب کو امام غائب کے پاس بھیجی گئی تھی، انھوں نے اس کا بنظر عمیق مطالعہ کر کے اس کی تائید وتوثیق کی اور مزید فرمایا ''هذا کافٍ لشیعتنا'' یہ ہمارے شیعوں کے لئے کافی وافی ہے۔

امام غائب کے خاص سفراء ونمائندے:

شیعوں کے ائمہ معصومین کے بعد ''محمد بن نعمان'' ملقب بہ ''مفید'' ہی کا وہ مقام اور درجہ ہے کہ امام غائب کے غار میں روپوش ہو جانے اور غیبت صغریٰ کا دور ختم ہو جانے کے بعد بھی امام غائب انھیں کو خطوط لکھتے تھے جو کسی غیبی طریقے سے ان کو مل

جاتے تھے، گویا وہ ان کے خاص معتمدین میں سے تھے، امام غائب نے ان کے نام جو خطوط تحریر کئے تھے اس کا ذکر طبرسی کی کتاب "الاحتجاج" میں موجود ہے، اسی طرح سے شیعہ اثناعشری اپنے امام "روح اللہ خمینی" کو بھی امام غائب کا نمائندہ قرار دے کر بین الاقوامی طور پر اسلام کا حقیقی ترجمان قرار دیتے ہیں۔ ﴿.... لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾

امام غائب کی وجہ غیبت وضرورت:

امام مہدی کے غائب ہو جانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کے اسباب وعلل کیا تھے؟ معمولی تصرف کے ساتھ ایک شیعی عالم کی زبانی اس کے اسباب وعلل ملاحظہ فرمائیں:

(۱) "........اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمام انبیاء کی صفات کا جلوہ بلکہ خود اپنی ذات کا مظہر قرار دیا تھا، چونکہ آپ کو بھی اس دنیائے فانی سے ظاہری طور پر جانا تھا، اس لئے آپ نے اپنی زندگی ہی میں حضرت "علی علیہ السلام" کو ہر قسم کے کمالات سے بھرپور کر دیا تھا، یعنی حضرت "علی" اپنے ذاتی کمالات کے علاوہ نبوی کمالات سے بھی ممتاز ہو گئے تھے۔

سرور کائنات کے بعد کائنات عالم میں صرف ایک "علی" کی ہستی تھی جو کمالات انبیاء کا حامل تھی، آپ کے بعد سے یہ کمالات اوصیاء میں منتقل ہوتے ہوئے امام مہدی تک پہنچے، بادشاہ وقت امام مہدی کو قتل کرنا چاہتا تھا، اگر وہ قتل ہو جاتے تو دنیا سے انبیاء واوصیاء کا نام ونشان مٹ جاتا اور سب کی یادگار بیک ضرب شمشیر ختم ہو جاتی، چونکہ انھیں انبیاء کے ذریعہ سے خداوند عالم متعارف ہوا تھا، لہذا اس کا بھی ذکر ختم ہو جاتا، اس لئے ضرورت تھی کہ ایسی ہستی کو محفوظ رکھا جائے جو انبیاء اور اوصیاء کی یادگار اور تمام کے کمالات کا مظہر ہو"۔

(۲) ''خداوند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے ﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ...﴾(۱) ابراہیم کی نسل میں کلمہ باقیہ قرار دے دیا ہے، نسل ابراہیم دو فرزندوں سے چلی ہے، ایک ''اسحاق'' اور دوسرے ''اسماعیل''، اسحاق کی نسل سے خداوند عالم جناب عیسیٰ کو زندہ باقی قرار دے کر آسمان پر محفوظ کر چکا تھا، اب بمقتضائے انصاف ضرورت تھی کہ نسل ''اسماعیل'' سے بھی کسی ایک کو باقی رکھے اور وہ بھی زمین پر، کیونکہ آسمان پر ایک باقی موجود تھا، لہٰذا امام مہدی کو جو نسل اسماعیل سے ہیں زمین پر زندہ اور باقی رکھا اور انھیں بھی اسی طرح دشمنوں کے شر سے محفوظ کر دیا جس طرح حضرت عیسیٰ کو محفوظ کیا''۔

(۳) ''یہ زمین حجت خدا اور امام زمانہ سے خالی نہیں رہ سکتی چونکہ حجت خدا اس وقت امام مہدی کے سوا کوئی نہ تھا اور انھیں دشمن قتل کر دینے پر تلے تھے اس لئے انھیں محفوظ و مستور کر دیا گیا''۔

(۴) ''امام مہدی جملہ انبیاء کا مظہر تھے اس لئے انہی کی طرح ان کی غیبت بھی ہوئی''۔

(۵) ''امام مہدی کو اس لئے موجود اور باقی رکھا گیا ہے تا کہ شب قدر میں نزول ملائکہ کی مرکزی غرض پوری ہو سکے اور شبِ قدر میں ان پر نزول ملائکہ ہو سکے''۔

(۶) ''جس طرح طواف کعبہ اور رمی جمار وغیرہ کی اصلی مصلحت و حکمت کسی کو نہیں معلوم اسی طرح غیبت امام مہدی کی مصلحت و حکمت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا''۔

(۷) ''امام مہدی کو اس لئے غائب کیا گیا تا کہ خداوند عالم اپنی ساری مخلوقات کا امتحان کر کے نیک و بد کا امتیاز کر سکے''۔

(۸) ''چونکہ آپ کو اپنی جان کا خوف تھا اور یہ طے شدہ ہے کہ ''من خاف

(۱) الزخرف:۲۸۔

علی نفسه احتاج إلی الاستتار" کہ جسے اپنی جان کا خوف ہوتا ہے اس کے لئے چھپ جانا ناگزیر ہو جاتا ہے۔

(۹) " آل محمد علیہ وسلم پر جو مظالم کئے گئے ہیں، اللہ ان کا بدلہ امام مہدی کے ذریعہ سے لے گا"۔(۱)

(۱۰) امام غائب کی غیبت گذشتہ ائمہ علیہم السلام کے سلسلہ میں ہماری کوتاہیوں کا نتیجہ ہے، خواجہ نصیر الدین طوسی۔ جن کو گیارہویں عقل اور استاد بشر کہا جاتا ہے، ان کا قول ہے کہ "عَـدَمُـه مِـنّـا" امام کی غیبت ہماری وجہ سے ہے۔(۲) ﴿ھاتوا برھانکم إن کنتم صادقین﴾

امام غائب کے ظہور کی پیشین گوئی بزبان رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم:

شیعہ عالم مولوی نجم الحسن نے اپنی کتاب "چودہ ستارے ص:۵۸۴" پر نعثل یہودی کی ایک ملاقات اور گفتگو کا ذکر کیا ہے اور اس سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمارے امام غائب کے ظہور و خروج کی تائید و توثیق کی ہے"..... نعثل یہودی تھا، وہ ایک دن حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوا مجھ سے اپنے خدا، اپنے دین، اپنے خلفاء کا تعارف کرائیے، اگر میں آپ کے جواب سے مطمئن ہو گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا، حضرت نے نہایت بلیغ اور بہترین انداز میں خلاق عالم کا تعارف کرایا، اس کے بعد دین اسلام کی وضاحت کی "قال صدقت، "نعثل نے کہا کہ آپ نے بالکل درست فرمایا، پھر اس نے عرض کیا، مجھے اپنے وصی سے آگاہ کیجئے اور بتائیے کہ وہ کون ہیں؟ یعنی جس طرح ہمارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع بن نون ہیں اس طرح آپ کے وصی کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میرے وصی علی بن

(۱) چودہ ستارے: ص:٥٦٨-٥٦٩، الکافی: ١/٣٣٧، الغیبة: ١٩٩، المھدی: ص:١٨-(٢)(نور کائنات:٣٥، ٣٦-

ابی طالب اوران کے فرزند حسن وحسین پھر حسین کے صلب سے نو بیٹے قیامت تک ہوں گے، اس نے کہا کہ سب کے نام بتائیے، آپ نے بارہ اماموں کے نام بتائے، ناموں کو سننے کے بعد وہ مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں نے کتب آسمانی میں ان بارہ اماموں کواسی زبان کے الفاظ میں دیکھا ہے، پھراس نے ہر وصی کے حالات بیان کئے، کربلا کا ہونے والا واقعہ بتایا، امام مہدی کی غیبت کی خبر دی اور کہا کہ ہمارے بارہ اسباط میں سے ''لاوی بن برخیا'' غائب ہوگئے تھے، پھر مدتوں کے بعد ظاہر ہوئے اور از سرنو دین کی بنیادیں استوار کیں، حضرت نے فرمایا اسی طرح ہمارا بارہواں جانشین امام مہدی محمد بن حسن عسکری طویل مدت تک غائب رہ کر ظہور کرے گا، اور دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔(۱)

امام غائب کے ظہور کا انتظار:

چونکہ شیعہ حضرات کا اس بات پر پختہ ایمان ہے کہ ہمارے امام ''قائم آل محمد'' (مہدی) صاحب ایک دن ضرور روپوشی ختم کر کے غار سے باہر آئیں گے، پوری دنیا میں انہی کی حکومت ہوگی اور وہ سب ہوگا جو کبھی اس دنیا میں نہیں ہوا، اس لئے حامیان امام غائب ان کے ظہور کا شدت سے انتظار کر رہے ہیں اور بولنے اور لکھنے میں ان کے ذکر کے ساتھ ''عجل الله فرجه'' لازمی طور پر کہتے اور لکھتے ہیں (جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ جلدی ان کو باہر لے آئے) ڈاکٹر محمد صادقی نے اپنی کتاب ''بشارت عہدین'' و ''دولت مہدی'' اور آیت اللہ زنجانی نے اپنی کتاب ''موعود جہانی'' میں اپنے اس الٰہی رہبر کے ظہور کی بشارتیں بیان کی ہیں، ان کے باطل عقائد کو ان کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔(۲)

---

(۱) غاية المقصود :ص: ١٣٤ ، بحواله فرائد السمطين۔

(۲) نورکائنات :ص:۹۔

لمحہ فکریہ! شیعہ حضرات کو اپنی اس عرض والتماس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے کہ ہم کتنے سالوں سے اپنے امام غائب کے ظہور کا انتظار کررہے ہیں، لیکن امام صاحب کا حال یہ ہے کہ اس منت وسماجت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہورہا ہے، ان کی غیبوبت پر سینکڑوں سال گذر چکے ہیں اور ابھی نہ جانے کتنے سال گذریں گے، الٰہی! انھیں سمجھ عطا فرما اور ضلالت کی راہ سے نکال کر صراط مستقیم پر گامزن فرما۔ "و الله الهادي إلى سواء السبيل"

امام غائب کے ظہور کی علامات:

شیعوں کے بقول امام مہدی کے ظہور سے پہلے بیشمار علامات ظاہر ہوں گے، پھر آخر میں آپ کا ظہور ہوگا ان علامات اور نشانیوں میں سے چند یہ ہیں:

(۱) عورتیں مردوں کے مشابہ ہوں گی۔
(۲) مرد عورتوں جیسے ہوں گے۔
(۳) عورتیں زین جیسی چیزیں گھوڑے اور سائیکلوں پر سواری کرنے لگیں گی۔
(۴) نماز جان بوجھ کر قضا کی جانے لگے گی۔
(۵) لوگ خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے لگیں گے۔
(٦) قتل کرنا معمولی چیز سمجھا جائے گا۔
(۷) سودی لین دین عام ہوجائے گا۔

امام غائب کا ظہور کب ہوگا؟:

شیعی روایات کے مطابق امام "آخر الزماں" کا ظہور اس وقت ہوگا جب تین سو تیرہ اصحاب ان کے پاس جمع ہوجائیں گے، چنانچہ شیعہ محدث احمد بن ابی طالب طبرسی نے اپنی کتاب "الاحتجاج" میں امام "محمد بن علی بن موسیٰ" سے امام "قائم" کے بارے میں ایک ارشاد نقل کیا ہے، جس میں ان کی دوسرے صفات وخصوصیات کے ذکر کے ساتھ ان کے ظہور سے متعلق یہ بیان بھی ہے کہ:۔ "...یجتمع إلیه من

أصحابه عدة أهل بدر ثلاث مائة وثلاثة عشر رجلا من أقاصي الأرض.... فإذا اجتمعت له هذه العدة من أهل الإخلاص أظهر الله أمره"(۱) یعنی دنیا کے اطراف واکناف سے اہل بدر کی تعداد میں ان کے تین سو تیرہ اصحاب ان کے پاس جمع ہو جائیں گے، جب تین سو تیرہ اہل اخلاص ان کے لئے جمع ہو جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کے معاملہ کو ظاہر فرمادے گا۔ (یعنی وہ غار سے باہر آ کر اپنا کام شروع کر دیں گے)

صبر وانتظار اور بشارت ائمہ:

پاسبان شیعیت نے اپنے معتقدین ومریدین کو" امام مہدی" کے خروج وظہور پر کامل ایمان رکھنے، اس راہ میں آنے والی ہر آفت ومصیبت کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کرنے اور از خود غار سے نکلنے تک صبر وانتظار کی تلقین کرتے ہوئے انھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امام جعفر صادق کی بشارت وپیغام کا مصداق قرار دیتے ہیں:

☆ حضرت علی فرماتے ہیں کہ:"المنتظر لأمرنا كالمتشحط في دمه في سبيل الله"، جو شخص ہمارے امر کے انتظار میں اس دنیا سے چلا جائے گا گویا اس نے شہیدان راہ حق کی طرح پیراہن خون شہادت سے رنگین کیا۔ (۲)

☆ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:"...طوبى لشيعة قائمنا المنتظرين لظهوره في غيبته والمطيعين له في ظهوره أولئك أولياء الله الذين لاخوف عليهم ولاهم يحزنون" خوش قسمت ہیں ہمارے "قائم" (امام غائب) کے اعوان وانصار جو غیبت میں ان کے ظہور کا انتظار کر رہے ہیں اور جو ظہور کے وقت ان کے مطیع وفرمانبردار ہوں گے، یہ لوگ خدا کے اولیاء ہیں جن کے لئے نہ حزن ہے نہ رنج وغم۔ (۳)

(۱) الاحتجاج على أهل اللجاج : ص: ۲۲۰۔

(۲) منتخب الأثر:ص:۴۹۸ (۳) إكمال الدين وتمام النعمة: ۳۰۷/۲۔

وهو كمن أستشهد مع رسول الله ''یعنی امام غائب کا انتظار کرنے والا اس شخص کی طرح سے ہے جو اللہ کے رسول کے ساتھ شہید ہو گیا۔(۱)

عقیدۂ رجعت:

شیعہ اثنا عشریہ کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ ''عقیدۂ رجعت'' ہے جو عقیدۂ امامت ہی کا شاخسانہ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ امام مہدی جب ظاہر اور غار سے برآمد ہوں گے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ اور امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ زہرا بتول رضی اللہ عنہا حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور تمام ائمہ اور ان کے علاوہ تمام خواص مؤمنین زندہ ہو کر اپنی قبروں سے باہر آئیں گے اور یہ سب امام مہدی سے بیعت کریں گے، ان میں سب سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ اور امیر المومنین علی مرتضی بیعت کریں گے، ابوبکر، عمر، عائشہ اور ان کے خصوصی محبین و معتقدین نیز کفار و منافقین بھی زندہ ہوں گے اور امام مہدی ان کو سزا دیں گے۔

''تحفة العوام'' کے مصنف نے عقیدۂ رجعت کا بیان ان الفاظ میں کیا ہے ''اور ایمان لانا رجعت پر بھی واجب ہے یعنی جب امام مہدی ظہور فرمائیں گے اس وقت مومن خاص، کافر اور منافق زندہ ہوں گے اور ہر ایک اپنی داد و انصاف کو پہنچے گا اور ظالم سزا و تعزیر پائے گا۔(۲)

امام غائب کے ظہور کے بعد بیعت کا منظر:

ظہور کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام کعبہ کی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوں گے، ابر کا سایہ آپ کے سر مبارک پر ہوگا، آسمان سے آواز ہوگی کہ یہی امام مہدی ہیں، اس کے بعد آپ ایک منبر پر جلوہ افروز ہوں گے، لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیں گے اور دین حق کی طرف آنے کی سب کو ہدایت فرمائیں گے، آپ

---

(۱) منتخب الأثر: ص:۴۹۸۔ (۲) تحفة العوام مقبول: ص:۵۔

کی تمام سیرت پیغمبر اسلام کی سیرت ہوگی اور انھیں کے طریقہ پر عمل پیرا ہوں گے، ابھی آپ کا خطبہ جاری ہوگا کہ آسمان سے جبرئیل ومیکائیل آکر بیعت کریں گے، پھر ملائکہ آسمان کی عام بیعت ہوگی، ہزاروں ملائکہ کی بیعت کے بعد وہ ۳۱۳ مومنین بیعت کریں گے، جو آپ کی خدمت میں حاضر ہو چکے ہوں گے، پھر عام بیعت کا سلسلہ شروع ہوگا، دس ہزار افراد کی بیعت کے بعد آپ سب سے پہلے کوفہ تشریف لے جائیں گے اور دشمنان آل محمد کا قلع قمع کریں گے، آپ کے ہاتھ میں عصائے موسیٰ ہوگا جو اژدہے کا کام کرے گا اور تلوار حمائل ہوگی، "عین الحیات مجلسی ص ۹۲" تواریخ میں ہے کہ جب آپ کوفہ پہنچیں گے تو کئی ہزار کا ایک گروہ آپ کی مخالفت کے لئے نکل پڑے گا اور کہے گا کہ ہمیں اولاد فاطمہ سے کوئی سروکار و تعلق نہیں، آپ واپس جائیے، یہ سن کر آپ تلوار سے ان سب کا قصہ پاک کردیں گے اور کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے، جب کوئی بھی دشمن آل محمد اور منافق وہاں باقی نہ رہے گا تو آپ ایک منبر پر تشریف لے جائیں گے اور واقعۂ کربلا ذکر کریں گے یعنی مجلس عزاء قائم کریں گے، اس وقت لوگ محو گریہ ہو جائیں گے اور کئی گھنٹے تک رونے کا سلسلہ جاری رہے گا، پھر آپ حکم دیں گے کہ مشہد حسین تک نہر فرات کاٹ کر لائی جائے اور ایک مسجد تعمیر کی جائے جس کے ایک ہزار در ہوں، چنانچہ ایسا ہی کیا جائے گا اس کے بعد آپ زیارت سرور کائنات کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے جائیں گے"۔ (۱)

اہانت شیخین اور امام غائب:

وہ اصحاب کرام جنھوں نے دین کی بالادستی قائم کرنے اور سید الکونین نبی محترم کے ہر فرمان کی تابعداری میں اپنی جان ومال تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا بلکہ ایک ادنی اشارے پر سب کچھ عملاً قربان کردیا ان کی شان میں ایسی گستاخیاں کی جارہی ہیں

---

(۱) إعلام الوریٰ: ص:۲۹۳، الإرشاد: ص:۵۳۲، نور الأبصار: ص:۱۵۵، بحوالہ چودہ ستارے: ص:۵۹٤۔

جسے لکھنے سے قلم لرز رہا ہے، مذہب شیعہ کی سب سے پہلی اور مستند ایک کتاب ''اسرار آل محمدؐ'' ہے جس کے مصنف نے تین یا چار صحابہ کرام کے علاوہ تمام اصحاب کی عظمت اور ان کے عمدہ سیرت و اقدار کو چیلنج کرتے ہوئے ان سب کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے ، چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ کے بعد چار کے علاوہ سب مرتد ہو گئے'' اور وہ شیخین جو بلا شک تمام صحابہ میں افضل تھے، ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گوسالہ کی مثل و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سامری کے مشابہ قرار دیا ہے''۔(۱)

شیعوں کا ایک اور عالم ''ملا محمد باقر مجلسی'' شیخین کے ساتھ امام غائب کے ناروا و ناگفتہ بہ سلوک کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے ''صاحب الأمر'' (امام مہدی) مکہ معظّمہ کے بعد مدینہ جائیں گے .... حکم دیں گے کہ دونوں (ابوبکر و عمر) کو ان کی قبر سے باہر نکالا جائے......ان کا کفن اتار کر ان کی لاشوں کو ایک بالکل سوکھے درخت پر لٹکا دیا جائے....وہ سوکھا درخت جس پر لاشیں لٹکائی جائیں گی ایک دم سرسبز ہو جائے گا.....اور جب یہ خبر مشہور ہوگی تو لوگ....دیکھنے کے شوق میں دور دور سے مدینہ آجائیں گے ....ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ جو لوگ ان لوگوں سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں وہ الگ کھڑے ہو جائیں....اس کے بعد ''صاحب الامر'' فرمائیں گے ان دونوں (ابوبکر و عمر) سے بیزاری کا اظہار کرو ورنہ تم پر ابھی خدا کا عذاب آئے گا، وہ لوگ جواب دیں گے ہم ان کے بجائے تم سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور ان لوگوں سے جو تم پر ایمان لائے اور جنھوں نے تمہارے کہنے سے ان بزرگوں کو قبروں سے نکال کر ان کے ساتھ توہین کا معاملہ کیا، ان لوگوں کا جواب سن کر ''امام مہدی'' آندھی کو حکم دیں گے کہ ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دے، پھر ''امام مہدی'' حکم دیں گے کہ ان دونوں کی لاشوں کو درخت سے اتارا جائے، پھر ان دونوں کو قدرت الٰہی سے زندہ کریں گے اور حکم دیں

(۱) اسرار آل محمد

گے کہ تمام مخلوق جمع ہوں، پھر یہ ہوگا کہ دنیا کے آغاز سے اس کے ختم تک جو بھی ظلم اور جو بھی کفر ہوا ہوگا ان سب کا گناہ ان دونوں پر لاد دیا جائے گا...جو بھی خون ناحق کیا گیا ہوگا، کسی عورت کے ساتھ جہاں کہیں زنا کیا گیا ہوگا، جو سود یا حرام مال کھایا گیا ہوگا اور جو ظلم امام غائب کے ظہور تک دنیا میں کیا گیا ہوگا ان سب کو ان دونوں کے سامنے گنایا جائے گا...وہ دونوں اقرار کریں گے کہ اگر پہلے ہی دن خلیفۂ برحق حضرت علی کا حق وہ غصب نہ کرتے تو ان گناہوں میں سے کوئی بھی گناہ نہ ہوتا، اس کے بعد "صاحب الامر" حکم دیں گے کہ جو لوگ موجود ہیں وہ ان دونوں سے قصاص لیں اور ان کو سزا دی جائے...پھر "صاحب الامر" حکم دیں گے کہ ان دونوں کو درخت پر لٹکا دیا جائے اور آگ کو حکم دیں گے کہ ان دونوں کو درخت سمیت جلا کر راکھ کر دے اور ہوا کو حکم دیں گے کہ ان کی راکھ کو دریاؤں پر چھڑک دے...اس طریقہ سے دن رات میں ان دونوں کو ہزار بار موت دی جائے گی اور زندہ کیا جائے گا اس کے بعد خدا جہاں چاہے گا ان کو لے جائے گا اور عذاب دیتا رہے گا۔(۱)

جیسا کہ آگے ذکر کیا گیا کہ امام غائب کے ایک خاص مرید و معتمد "مفید" ہیں جن کی ایک مشہور کتاب "الاختصاص" ہے جو اکاذیب اور جھوٹی روایتوں کا پلندہ ہے، بطور مثال حضرات شیخین سے متعلق ایک روایت ملاحظہ فرماتے چلیں جسے "مفید" نے بروایت امام جعفر صادق نقل کیا ہے، طوالت کے خوف سے اس طویل روایت کی یہ تلخیص اور موضوع سے متعلق اقتباس پیش خدمت ہے: "......اللہ نے آدم کو پیدا کرنے سے ہزار سال پہلے اپنے عرش کے سایہ پر یہ لکھ دیا تھا کہ "لاإلٰه إلا الله محمد رسول الله أيدته ونصرته بعلي...." اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، میں نے محمد کی مدد علی کے ذریعہ کی اور قدرت بخشی، ابوبکر و عمر جہنم کے ساتویں طبقہ میں ہیں ان کی

(۱) حق الیقین: ص:۱۴۵، بحوالہ ایرانی انقلاب ص:۲۱۴، ۲۱۹۔

گردنوں میں آگ کی زنجیریں ہیں اوران کے سرہانے دوگروہ کھڑے ہیں اورآگ کے گرز سے ماررہے ہیں کیونکہ یہ دونوں حضرت علی کے دشمن اوران پر ظلم کرنے والے تھے"۔

یہ شیعوں کی خودساختہ روایت ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیخین کا حددرجہ ادب واحترام کرتے تھے، ایسی کوئی رنجش وعداوت نہیں تھی جس کا ذکرشیعہ حضرات اپنی کتابوں اوروعظ وتذکیر کی مجلسوں میں باربار دہراتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے سبائی فتنہ میں حصہ لینے والوں کونذر آتش کرتے ہوئے جامع کوفہ کے منبر پر اعلان فرمایا کہ "جو شخص مجھ کو حضرت ابوبکروعمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے گا اس کو مفتری کی حداسی کوڑے لگائے جائیں گے" آپ کا یہ فرمان شیعوں کے مشہور عالم "مفید" کی مذکورہ بالا روایت کی ابطلان وتردید کے لئے کافی وافی ہے۔﴿ویقولون منکرا من القول وزورا﴾

منکرین امام غائب شیعی ائمہ کی نظر میں:

امام غائب کی شخصیت اوران کی غَیبت وامامت شیعی مذہب کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے اس لئے جو شخص امام غائب کی شخصیت کوخیالی تصور کرتا ہے اوران کی غیبت وامامت کا منکرہے وہ شیعی ائمہ کی نگاہ میں مومن نہیں کافراوردائرہ اسلام سے خارج ہے، جیسا کہ شیعوں کے اکابر علماء وفقہاء، محدثین اورمجتہدین نے اپنے اقوال وفتاوٰں میں اس کی صراحت کی ہے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ منکرین امام غائب کے تعلق سے ان کے ذکرکردہ نصوص واقوال سراسر من گھڑت اورکذب ونفاق پر مشتمل ہیں جن کا صداقت وحقیقت سے ادنی تعلق نہیں اس تعلق سے ان کے بعض اقوال مندرجہ ذیل ہیں:

☆ شیعوں کے شیخ الاسلام ملقب بہ "صدوق" کے بقول ارشاد نبوی ہے:

"من أنكر القائم من ولدی فقدأنكرنی "(١) میری اولاد میں سے جس کسی نے "قائم" کا انکار کیا تو گویا اس نے میرا انکار کیا۔

☆امام جعفر صادق سے اس شخص کی بابت دریافت کیا گیا جس نے تمام ائمہ کی (امامت) کا اقرار کیا لیکن امام غائب کا انکار کیا، اس پر آپ نے فرمایا: "كمن أقر بعيسىٰ وجحد محمداً أو أقرّ محمداً وجحد عيسىٰ ونعوذبالله من جحد حجة من حججه"(٢) وہ شخص ایسے ہی ہے جیسے کہ اس نے عیسیٰ کی (نبوت ورسالت) کا اقرار کیا اور محمد کی (رسالت ونبوت) کا انکار کیا یا محمد کا اقرار کیا اور عیسیٰ کا انکار کیا ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں ایسے شخص سے جس نے اپنے "حجہ" یعنی امام غائب کا انکار کیا، امام جعفر صادق سے یہ قول بھی مروی ہے "من أقر بجميع الائمة وجحدالمهدی كان كمن أقربجميع الأنبياء وجحد محمدا ﷺ ونبوته" (٣) جس نے تمام ائمہ کی امامت کا اقرار کیا اور مہدی کا انکار تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے تمام انبیاء کا اقرار کیا اور محمد ﷺ اور آپ کی نبوت ورسالت کا انکار کیا۔

☆ابن بابویہ قمی کہتا ہے کہ:"ومثل من أنكر القائم عليه السلام فی غيبته مثل إبليس فی إمتناعه عن السجود لآدم"(٤) جس شخص نے قائم علیہ السلام کی غیبت کا انکار کیا وہ ابلیس کی طرح ہے کہ اس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔﴿مانزل بها سلطان﴾

---

(١) إكمال الدين ص: ٣٩٠۔

(٢) الغيبة للنعمانی:ص:٥٥۔

(٣) إعلام الوریٰ باعلام الهدی:ص:٤٢٩۔

(٤) اكمال الدين ص:١٣، ومسألة التقريب:٢٥٦/١۔

امام غائب کے امتیازی اوصاف وکمالات:

شیعہ حضرات نے اپنے خیالی امام غائب کی شخصیت کو بھاری بھرکم بنا کر پیش کرنے کی ناروا کوشش کی ہے، اور انھیں ایسے اوصاف وکمالات سے متصف کیا ہے کہ سابقین انبیاء بھی ان سے محروم تھے، امام غائب کی شان وشوکت، قوت وسطوت اور ذاتی اختیارات بیان کرتے وقت ان کے حامیوں اور اندھے عقیدت مندوں نے خالق ومخلوق کی صفات کے فرق کو بالائے طاق رکھ دیا ہے، حقیقت حال یہ ہے کہ ان کی قابل اعتماد کتابوں میں ان کے جونمایاں اوصاف وکمالات بیان کئے گئے ہیں، وہ سراسر جھوٹ کا پلندہ، تراشیدہ افسانہ اور سبائی ذہن کی اختراع ہے، اظہار حقیقت کے قبیل سے ان کے بعض امتیازی اوصاف وکمالات انھیں کی مستند ومعتبر کتابوں سے حوالۂ قرطاس کئے جارہے ہیں جو ظہور کے بعد ان سے صادر ہوں گے اور عام مشاہدین ان کا عینی نظارہ کریں گے:

۞ امام مہدی نے ماں کے پیٹ میں سورۂ قدر کی تلاوت کی۔(۱)

۞ امام غائب اللہ کی صفت "عزیز ذو انتقام" کے حامل ہوں گے۔(۲)

۞ قائم آل محمد (مہدی) کے ہاتھ پر سب سے پہلے محمد ﷺ بیعت کریں گے اور آپ کے بعد دوسرے نمبر پر حضرت علی بیعت کریں گے۔(۳)

۞ امام قائم حمیراء عائشہ کو زندہ کر کے کوڑے ماریں گے، حد جاری کریں گے اور سیدہ فاطمہ کا انتقام ان سے لیں گے۔(۴)

۞ امام قائم برہنہ حالت میں ظاہر ہوں گے۔(۵)

---

(۱) جلاء العیون: ۲/ ۵۔ (۲) ایرانی انقلاب: ص: ۲۴۴۔ (۳،۴) حق الیقین ۲/ ۹۰۴، حیات القلوب: ۲/ ۹۰۱، بحار الأنوار: ص: ۵۷۶۔

(۵) حق الیقین: ۱/ ۵۲۷۔

۞ امام قائم ظہور کے بعد سب سے پہلے سنیوں اوران کے عالموں کوقتل کریں گے۔(۱)

۞ امام قائم آل محمد نئی شریعت لائیں گے،اور نئے احکامات جاری کریں گے۔(۲)

۞ امام غائب نبوت کا دعویٰ کریں گے کہ اللہ کے حکم سے میں نبی مرسل بنا کر بھیجا گیا ہوں۔(۳)

۞ امام غائب یہ دعوی کریں گے کہ رب نے مجھے نبوت وپیغمبری عطا فرمائی ہے۔(۴)

۞ امام غائب حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خود اپنے دور تک کے تمام گناہ زنا،خیانت خواہشات اور ظلم وجور کا قصاص لیں گے۔(۵)

۞ امام غائب کے ظہور کے وقت سورج مغرب سے نکلے گا۔(٦)

۞ جب دنیا میں چالیس مومن کامل رہ جائیں گے تب امام غائب کا ظہور ہوگا۔(۷)

۞ حضرت خضر علیہ السلام کی طرح امام غائب بھی زندہ اور باقی ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔(۸)

۞ امام غائب کے ظہور کے وقت ۳۱۳ شیعہ ہوں گے۔(۹)

۞ امام غائب ابوبکر وعمر کی لاشوں کو پرانے درخت پر لٹکانے کا حکم دیں گے۔(۱۰)

---

(۱) حق اليقين: ۵۲۷/۱۔

(۲،۳،٤)بحار الأنوار۔ (۵) منتخب بصائر الدرجات : ص ۸۲۔

(٦،۷،۸) چودہ ستارے: ص: ۵۷۱،۵۸۵۔ (۹) تجلیات صداقت: ۷۰/۲۔

(۱۰) منتخب بصائر الدرجات: ص:۸۱۔

۞ جب قائم (یعنی امام مہدی غائب) ظاہر ہوں گے تو وہ اصلی قرآن کا وہ نسخہ نکالیں گے جس کو حضرت عیسی علیہ السلام نے لکھا تھا.....'' اور وہ موجودہ قرآن کریم سے مختلف ہے، گویا مصحف عثمانی محرف ہے اور اصلی قرآن امام غائب کے پاس ہے، ان کا جب ظہور ہوگا تو وہ اپنے ہمراہ اصلی قرآن لائیں گے، اس کی تلاوت کریں گے اور فرمائیں گے اے مسلمانو! یہ اصل قرآن اللہ نے محمد ﷺ پر نازل کیا تھا اور جسے بعد میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔(۱)

۞ مصحف فاطمہ بھی امام غائب کے پاس ہے وہ بھی لے کر آئیں گے۔(۲)

۞ بندوں کی ہدایت کا وہ سارا سامان اور علوم کا وہ سارا خزانہ الجفر اور الجامعہ وغیرہ جو ان سے پہلے تمام ائمہ سے وراثت میں ان کو ملا تھا وہ اپنے ساتھ لے کر آئیں گے۔(۳)

۞ امام قائم کی حکمرانی اس وقت تک قائم رہے گی جب دنیا کے ختم ہونے میں چالیس دن باقی رہ جائیں گے۔(۴)

۞ زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہ ہوگا جس پر قائم آل محمد کی حکومت نہ ہو جیسا کہ قرآن مجید کی آیت ﴿إن الأرض يرثها عبادي الصالحو ن . . . ﴾ میں مذکور ہے۔(۵)

۞ کائنات عالم پر امام مہدی آٹھ ہزار سال تک حکمرانی کریں گے اور محمد مصطفی ﷺ اس کے نگراں اعلیٰ ہوں گے اور دیگر ائمہ طاہرین ان کے وزراء وسفراء کی حیثیت سے ممالک عالم میں انتظام وانصرام فرمائیں گے۔(۶)

---

(۱) الأنوار النعمانية فی بيان معرفة النشأة الإنسانية، إرشاد العلوم: ۳/ ۲۱ ۱، الأصول من الكافی۔

(۲) الاحتجاج: ۲۲۳، ایرانی انقلاب :ص: ۱۱۵۔

(۳) ایرانی انقلاب: ۱۱۵۔(٤) الإرشاد :ص: ۱۳۷، إعلام الوریٰ: ص: ۲٦٥۔

(٥) حق اليقين: ص: ١٤٦۔ (٦) چودہ ستارے: ص: ٦٠٢۔

۞ امام غائب ظالموں کے ظلم کی وجہ سے بحکم خدا غائب ہوئے اور جب اللہ کی مصلحت ہوگی تب ظاہر ہوں گے۔(۱)

۞ تمام سابقہ ائمہ معصومین امام قائم کے ساتھ اس دنیا میں واپس آئیں گے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لیں گے اور انھیں قتل کریں گے۔(۲)

۞ امام حسین بن علی اپنے پچھتر ہزار مقتولین ہمراہیوں کے ساتھ اس دنیا میں واپس آئیں گے اور امام مہدی کی وفات کے بعد پوری دنیا پر تین سو نو سال تک حکمرانی کریں گے۔(۳)

۞ جب امام مہدی (امام غائب) ظاہر ہوں گے، ان کے پاس رسول ﷺ کا اسلحہ اور آپ کی تلوار ذوالفقار ہوگی اور ان کے پاس ایک رجسٹر ہوگا جس میں قیامت تک کے شیعوں کے نام درج ہوں گے۔(۴)

۞ امام مہدی کے پاس ''الجامعہ'' بھی ہوگا جو کہ ایک رجسٹر ہے جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے اس میں انسانی ضرورت کا ذکر ہے نیز ان کے پاس ''جفر اکبر'' جو کہ چمڑے کا ایک برتن ہے جس میں تمام علوم بھرے ہوئے ہیں حتی کہ خراش کی دیت اور تمام زبانوں کا بھی اس میں ذکر موجود ہے۔(۵)

۞ امام مہدی ظاہر ہوں گے تو وہ سب سے پہلے ساری دنیا میں منادی کرائیں گے کہ ہمارے شیعوں میں سے اگر کسی پر کسی کا قرضہ ہو تو وہ آئے اور وہ ہم سے وصول کرلے پھر آپ سب قرض خواہوں کا قرضہ ادا فرمائیں گے۔(۶)

۞ جب ''قائم'' ظہور پذیر ہوگا تو قاتلین حسین کی اولاد کو ان کے آباء واجداد

---

(۱) تحفة العوام: ۱/۷۔ (۲) الشیعة والتشیع :ص:۳۸۳۔

(۳) الأنوار النعمانية:۲/۹۸،۹۹۔ (۴،۵) الإحتجاج: ص:۲۲۳ ۔

(٦) حق القين :ص:۱٤۸۔

کے عملوں کی وجہ سے قتل کرے گا۔(۱)

۞ ''قائم'' کوفہ میں ''نجف'' کے مکان پر متمکن ہوگا وہ مکہ سے پانچ ہزار فرشتوں کے ایک جلوس کے ساتھ ''نجف'' کی طرف روانہ ہوگا، جبرئیل اس کے دائیں طرف، میکائیل بائیں طرف اور مؤمنین ان کے سامنے ہوں گے وہ فوجوں کو ملکوں میں تقسیم کردے گا سب سے پہلے اس کی بیعت کرنے والا جبرئیل ہوگا۔(۲)

۞ جب ''قائم آل محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہم'' کا ظہور ہوگا تو قریش کے پانچ سو آدمیوں کو زندہ کرے گا اور ان کی گردن ماردے گا، پھر مزید پانچ سو آدمیوں کو زندہ کرے گا اور ان کی گردن ماردے گا، اسی طرح چھ دفعہ یہی عمل کرے گا۔(۳)

شیعوں کے امام مہدی کے ظہور کے بعد اس کائنات کا کیا حال ہوگا؟ ان کا یہ دور کس قدر زریں اور سنہرا ہوگا؟ یہ اور اس طرح کی دیگر بے بنیاد تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو ایسوسی ایشن آف امام مہدی، ممبئی کی مرتب کردہ کتاب ''عصر ظہور پر ایک نظر''۔

﴿ومن يضلل الله فما له من هاد﴾

مہدی منتظر: شیعہ واہل سنت کی نظر میں:

شیعوں کے موہوم مہدی موعود کا نام ونسب، تاریخ ولادت نیز ان کے فضائل ومناقب اور نمایاں خصوصیات وکمالات کو سابقہ سطور میں قلمبند کیا جاچکا ہے، روافض شیعہ جس مہدی کے دعویدار ہیں وہ اصلا معدوم ہے اس کا کوئی وجود نہیں، مہدی منتظر کے بارے میں ان کے جو عقائد ان کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں وہ ساری باتیں بالکل باطل اور بے بنیاد ہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اہل تشیع کے مہدی منتظر کے موہوم وعدم وجود کی بابت فرماتے ہیں: ''یہ امام معصوم جن کے بارے میں روافض کا دعویٰ ہے کہ وہ

(۱) تفسير الصافي: ۱۷۲/۱۔ (۲،۳) الإرشاد: ص: ۳٦٤۔

کسی وقت پیدا ہوئے تھے، جس پر آج ساڑھے چار سو سال سے زائد (آج اس پر تقریباً گیارہ سو پچاس برس) کا عرصہ گذر چکا ہے اور ۲۶۰ھ میں سرنگ میں روپوش ہوئے، اس وقت بقول بعض وہ پانچ سال اور بقول بعض اس سے بھی کم عمر کے تھے لیکن آج تک کوئی ایسی خبر سامنے نہیں آئی جس کے بارے میں کہا جائے کہ اسے امام معصوم نے کیا ہے، پس ایسی شخصیت اگر موجود بھی ہو تو اس کے وجود کا کیا فائدہ؟ اور جب وہ معدوم ہے تو پھر اس کے بارے میں کہنا ہی کیا ہے؟ جو لوگ اس معصوم پر ایمان لائے بھلا بتائیں کہ انھیں ان سے دنیاوی یا دینی کون سی منفعت حاصل ہوئی، آپ نے فرمایا: یہ امام معصوم کہ روافض جن کے بارے میں دعوی کرتے ہیں جب وہ انھیں کے نزدیک غائب ہے اور عقلاء کے نزدیک اصلاً معدوم یعنی ناپید ہے تو دونوں صورتوں میں اس سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں نہ دین میں اور نہ دنیا میں''۔(۱)

اہل سنت والجماعت مہدی منتظر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرب قیامت میں اہل بیت کے ایک آدمی کا ظہور کرے گا اور اس کے ذریعہ سے دین اسلام کو قوت بخشے گا، وہ سات سالوں تک حکومت کرے گا، روئے زمین کو عدل اسلامی سے بھر دے گا، جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی، اس کے دور حکومت میں امت مسلمہ ایسی خوشحال ہوگی کہ کبھی اسے یہ خوش حالی میسر نہ ہوئی ہوگی، زمین کی پیداوار بڑھ جائے گی اور آسمان سے بارش کا نزول ہوگا، وہ بلا حساب وکتاب پوری فراوانی سے مال تقسیم کرے گا، بطور دلیل اس بابت چند احادیث یہاں ذکر کی جارہی ہیں:

ارشاد نبوی ہے: ''يَخْرُجُ فِيْ آخِرِ أُمَّتِيْ الْمَهْدِيْ يَسْقِيْهُ اللّٰهُ الْغَيْثَ، وَتَخْرُجُ الأَرْضُ نَبَاتَهَا وَيُعْطِي الْمَالَ صَحَاحاً، وَتُكْثِرُ الْمَاشِيَةُ وَتُعْظِمُ

(۱) منهاج السنة: ۲۶۱/۸-۲۶۲۔

اُلُامَّةُ وَیَعِیْشُ سَبْعًا اَوْ ثَمَانِیًا"(۱)

ترجمہ: میری امت کے اخیر میں مہدی کا ظہور ہوگا، اللہ تعالیٰ انھیں بارش عطا فرمائے گا اور زمین اپنے پودے اگائے گی اور وہ مال کو انصاف کے ساتھ تقسیم کریں گے، چوپائے خوب ہوجائیں گے اور امت کی تعداد بڑھ جائے گی وہ سات یا آٹھ (سال) بقید حیات رہیں گے۔

ارشاد نبوی ہے: "اَلْمَهدِیُ مِنِّیْ، اَجْلَی الْجَبْهَةِ، اَقْنَی الْاَنْفِ، یَمْلَأُ الاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلاً کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا، یَمْلِکُ سَبْعَ سِنِیْنَ"(۲)

ترجمہ: مہدی مجھ سے ہی ہوں گے (یعنی میری نسل سے ہوں گے) روشن اور خوبصورت چہرے والے، جن کی پیشانی کشادہ ہوگی، ناک اونچی ہوگی، وہ زمین کو ایسے عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم وزیادتی سے بھری ہوگی، وہ سات سال تک حکمرانی کریں گے۔

فضیلۃ الشیخ رڈاکٹر علی محمد محمد الصّلابی نے اپنی مایہ ناز کتاب "أسمی المطالب فی سیرۃ أمیر المؤمنین علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ شخصیّتہ وعصرہ"(۳) میں شیعہ اور سنی مسلمانوں کے مہدی منتظر کے مابین تقابلی جائزہ لیتے ہوئے سیر حاصل گفتگو کی ہے افادۂ عام کی خاطر قدرے تصرف کے ساتھ اسے ہدیۂ قارئین کررہا ہوں، آپ فرماتے ہیں: "سنی مسلمانوں کے مہدی منتظر اور شیعہ لوگوں کے مہدی منتظر میں کوئی تعلق نہیں ہے، دونوں میں کافی فرق ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

۞ سنی مسلمانوں کے مہدی کا نام "محمد بن عبداللہ ہے" جب کہ روافض شیعہ کے مہدی کا نام "محمد بن حسن العسکری" ہے۔

---

(۱) اس کی سند صحیح ہے اور رجال ثقہ ہیں / المستدرك علی الصحیحین: ٥٥٧/٤، ٥٥٨ / سلسلة الأحاديث الصحيحة: رقم: ٧١١. (۲) حسن / سنن أبی داؤد، کتاب المهدی، رقم: ٤٢٨٥ / صحيح الجامع الصغير ٦٧٣٦۔

(۱) اس کتاب کا اردو ترجمہ فضیلۃ الشیخ شمیم احمد السّلفی اور برادر فاضل شیخ عبدالمعین مدنی نے کیا ہے، زبان وبیان نہایت ہی شستہ وشگفتہ اور معیاری ہے۔

۞ سنی مسلمانوں کے نزدیک مہدی، حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہوں گے، جب کہ روافض کے نزدیک وہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں۔

۞ سنی مسلمانوں کے نزدیک مہدی کی ولادت اوران کی زندگی کی مدت عام مسلمانوں کی طرح طبعی ہوگی، جب کہ روافض شیعہ کے مہدی ایک ہی رات اپنی ماں کے بطن میں رہا اوراسی رات ہی اس کی ولادت ہوئی اورنوسال (بلکہ دواور پانچ سال بھی کہا گیا ہے) کہ عمر میں وہ سرنگ میں روپوش ہوگیا جس پر آج ساڑھے گیارہ سوسال سے زائد کا عرصہ گذر رہا ہے اوروہ سرنگ ہی میں ہیں۔

۞ سنی مسلمانوں کے مہدی اسلام اورتمام مسلمانوں کی بلاتفریق مدد کے لئے نکلیں گے جب کہ روافض کے مہدی صرف روافض شیعہ کی مدد کریں گے اوران کے دشمنوں سے انتقام لیں گے۔

۞ اہل بیت کے مہدی اصحاب نبی سے محبت کریں گے، ان سے خوش ہوں گے اوران کی سنت کولازم پکڑیں گے، امہات المؤمنین سے عقیدت رکھیں گے، ان کی مدح سرائی کریں گے جب کہ روافض کے مہدی اصحاب رسالت مآب ﷺ سے بغض رکھیں گے اورانھیں ان کی قبروں سے اکھاڑ اکھاڑ کر عذاب دیں گے، امہات المؤمنین سے بغض ونفرت ہوگی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر حد جاری کریں گے۔

۞ سنی مسلمانوں کے مہدی سنت نبوی پر عمل کریں گے، ہر سنت کو قائم کریں گے اور ہر بدعت کو مٹائیں گے، جب کہ روافض کے مہدی ایک نئے دین اورنئی کتاب کی طرف دعوت دیں گے۔

۞ اہل سنت کے مہدی مساجد کو قائم اورانھیں آباد کریں گے جب کہ روافض کے مہدی انھیں ڈھائیں گے اورویران کریں گے، چنانچہ وہ مسجد حرام، اور مسجد نبوی کو تہس نہس کردیں گے اور شیعی روایات کی تصریح کے مطابق روئے زمین پر کوئی مسجد باقی

نہیں رہے گی۔

۞ اہل بیت کے مہدی اللہ کی کتاب اور اپنے نبی محمد ﷺ کی سنت کی روشنی میں فیصلہ کریں گے، جب کہ روافض کے مہدی آل داؤد کے فیصلہ کی طرح فیصلہ دیں گے۔

۞ سنی مسلمانوں کے مہدی کا ظہور مشرق سے ہوگا، جب کہ روافض کے مہدی کا ظہور سامراء کے سرنگ یا غار سے ہوگا۔

۞ سنی مسلمانوں کے مہدی کا حقیقی وجود اور ثبوت ہے اس پر احادیث نبویہ اور قدیم وجدید دور کے علماء کے اقوال ہیں، جب کہ روافض شیعہ کے مہدی کا وجود محض ایک وہم ہے نہ اب تک ان کا ظہور ہوا اور نہ آنے والے دنوں میں کبھی بھی ان کا ظہور ہوگا۔(۱) ﴿إن فی ذٰلک لذکریٰ لمن کان له قلب.....﴾

شیعوں کی بعض مستند اور معتبر تصنیفات:

شیعہ مذہب کے علماء اور پاسبانوں نے شیعی مذہب کی حفاظت اور اپنے خاص عقائد وافکار کی نشر واشاعت کی خاطر زبان وقلم کو بیک وقت استعمال کیا ہے، ذیل میں ان کے مشاہیر محدثین، مجتہدین، مؤرخین اور مصنفین کی تصنیف ومرتب کردہ بعض ایسی کتابوں کے نام سپرد قلم کئے جا رہے ہیں جو مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہیں اور ان کے نزدیک نہایت ہی معتبر ومستند ہیں، شیعی عقائد ومسائل کی توثیق وتائید میں انہیں کتابوں کی طرف رجوع کیا جاتا ہے نیز یہ کتابیں ان کے اساسی مراجع ومصادر میں سے ہیں:

۞ أحسن الودیعة فی تراجم مشاهیر مجتهدی الشیعة

محمد مهدی موسوی

۞ الاختصاص — محمد بن نعمان المفید

(۱) بذل المجهود: ۲۵۶/۱، ۲۵۷، بحوالہ علی بن أبی طالب شخصیت اور کارنامے: ص: ۱۱۴۳، ۱۱۴۴

۞ الاستبصار فيما اختلف من الأخبار ابوجعفرمحمدبن حسن الطّوسی
۞ تحریرالوسیلة روح اللہ خمینی
۞ تفسیرمنهج الصادقین ملافتح اللہ کاشانی
۞ تهذیب الأحکام أبوجعفرمحمدبن حسن بن علی الطّوسی
۞ جامع الأحکام عبداللہ الشبر ی
۞ الجامع الکافی أبوجعفرمحمدبن یعقوب کلینی
۞ جنة الماویٰ فی ذکر من فاز بلقاء الحجة علیه السلام
أو معجزاته فی الغیبة الکبریٰ حسین النوری الطبر سی
۞ حملۀ حیدری مرزه باذل ایرانی
۞ الذریعة إلی أصول الشریعة الشریف المرتضی علی بن الحسین
۞ الذریعة إلی تصانیف الشیعة محمدحسن الطہر انی
۞ الرجال ابوجعفراحمدالبرقی
۞ الرجال محمدبن حسن الطّوسی
۞ الشافی فی شرح أصول الکافی عبدالحسین بن عبداللہ المظفر
۞ الشفاء فی حدیث آل المصطفیٰ محمدرضابن الفقیہ عبداللہ
۞ الصحیح الکافی ابوجعفرمحمدبن یعقوب الکلینی
۞ فرق الشیعة الحسن بن موسیٰ النوبختی
۞ فصل الخطاب فی إثبات تحریف کتاب رب الأرباب
حسین نورطبرسی
۞ کشف الأسرار عن وجه الغائب عن الأبصار نوری طبرسی
۞ کشف الأسرار روح اللہ خمینی

۞ مروج الذهب ابوالحسن علی بن حسین بن علی مسعودی

۞ مستدرك الوسائل حسین النوری الطبرسی

۞ معرفة الناقلين عن الأئمة الصادقين معروف بہ رجال کشی

ابوعمرو بن عبدالعزیز الکشی

۞ من لا يحضره الفقيه ابو جعفر محمد بن بابویہ القمی

۞ المهدى ابوطالب التبریزی

۞ المهدى المنتظر محمد حسن آل یاسین

۞ نهج البلاغة جمع وترتیب: شریف الرضی

شیعوں کے بعض مشاہیر واکابر علماء وفقہاء:

ذیل میں شیعوں کے ائمہ معصومین کے علاوہ چند ایسے نامور شیعی علماء کے نام قلمبند کئے جارہے ہیں جو بزعم شیعہ بلند پایہ محدث ومفسر، مجتہد وفقیہ اور ائمہ نقاد گذرے ہیں جنھوں نے شیعہ مذہب کی وکالت وترجمانی میں انتھک کاوشیں کی ہیں، ان میں سے بعض امام غائب کے محرم راز اور خاص سفراء ونمائندے بھی تھے۔

أحمد بن عباس النجاشی الأسدی	روح اللہ خمینی
أبو جعفر احمد بن محمد برقی کوفی	زرارہ بن أعین
برید بن معاویہ	شریف مرتضیٰ
أبوبصیر	صدوق
أبو محمد حسن بن موسیٰ نوبختی	أبوالحسن علی بن ابراہیم القمی
حسین نوری طبرسی	أبوعلی الفضل بن حسن الطبرسی
داؤد بن کثیر	محسن عبدالکریم الحسینی العاملی

محمد باقر بن شیخ محمد تقی معروف بہ مجلسی	محمد بن مسعود عیاشی سمرقندی
محمد بن حسن فتال نیساپوری	أبوجعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی
محمد حسن موسوی قزوینی	محمود الحسینی
أبوجعفر محمد بن الحسین بن علی الطوسی	منظور حسین نقوی
أبوعمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی	نعمت اللہ بن عبداللہ الحسینی الجزائری
ابوعبداللہ محمد بن محمد بن النعمان بغدادی	ہاشم البحرانی
محمد بن مسلم	یحیٰ بزار

امام ابن تیمیہ کے حسب ارشاد ''رافضہ کے شیوخ یا تو جاہل ہیں یا پھر وہ زندیق ہیں اوران کی اتباع کرنے والے بلاشبہ نرے جاہل ہیں''۔(۱)

شیعیت کے رد میں علماء کرام کی بعض تصنیفی کاوشیں:

فتنۂ شیعیت کے آغاز وظہور سے لے کرآج تک اس فتنہ کی سرکوبی اوراس کے مہلک نتائج واثرات سے امت کوآگاہ کرنے نیز اس کے باطل افکار وخیالات، فاسد معتقدات اورخودساختہ تعلیمات کے ابطال وتردید کی خاطر ربانی وحقانی اورحساس وغیور علماء نے اپنی زبان وقلم کے ذریعہ مثالی خدمات انجام دی ہیں، اور ہرزندہ زبان میں ایسی بیش قیمت اوردلائل وبراہین سے آراستہ شگفتہ کتابیں تصنیف کی ہیں جن کی ورق گردانی متلاشیان حق کے لئے منارۂ نوراور چراغ رشد وہدایت ہے، ان میں سے بعض نمایاں اوراہم کتابوں کے اسماء مع مصنفین بترتیب حروف تہجی پیش خدمت ہیں:

افسانہ تحریف قرآن (اردو) — شیخ محمد عبدالشکور فاروقی

اہل بیت کے بارے میں شیعہ کا موقف — علامہ احسان الٰہی ظہیر

(۱) منہاج السنۃ: ٧٧/٤۔

ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت — مولانا محمد منظور نعمانی
بطلان عقائد الشیعة — شیخ محمد عبد الستار
التحفة الاثنیٰ عشریہ (فارسی) — شیخ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
(شیخ غلام احمد اسلمی نے اس کی تعریب کی ہے)
تعلیقات فی ردو دالشیعة (عربی) — علامہ سید محمود شکری آلوسی
الخطوط العریضة للأسس التی قام علیها
دین الشیعة الإمامیة الأثنیٰ عشریة — شیخ محبّ الدینؒ الخطیب
ردروافض (فارسی) — شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی
رسالہ فی الرد علی الرافضة — شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب
الروض الباسم فی الذب عن سنة أبی القاسم — شیخ محمد بن ابراہیم یمانی
السنة و الشیعة أو الوهابیة و الرافضة — علامہ محمد رشید رضا
شیعہ اور امام غائب — وصی اللہ مدنی
شیعیت کے بنیادی عقائد و نظریات — مولانا سعود اختر سلفی
الشیعة فی التاریخ — علامہ احسان الٰہی ظہیر
الشیعة فی المیزان — ڈاکٹر محمد یوسف نگرامی
شیعہ مذہب کی حقیقت — علامہ احسان الٰہی ظہیر
الشیعة و السنة — علامہ احسان الٰہی ظہیر
الشیعة و القرآن — علامہ احسان الٰہی ظہیر
صحابہ و خلفاء راشدین کے بارے میں شیعہ کا موقف
علامہ احسان الٰہی ظہیر
عقائد الشیعة فی المیزان — ڈاکٹر کامل الہاشمی

الفَرق بين الفِرق — شیخ عبدالقادبن طاہرالبغدادی
الفصل فی الملل والأهواء والنحل — ابومحمد علی بن احمد بن حزم الاندلسی
مجموع الفتاویٰ — شیخ الإسلام احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ
مختصر التحفة الاثنیٰ عشرية — علامہ سید محمود شکری آلوسی
مسألة التقريب بين أهل السنة والشيعة — ڈاکٹر ناصر غفاری
مقالات الإسلاميين واختلاف المصلين
أبوالحسن علی بن اسماعیل الأشعری
الملل والنحل — محمد بن عبدالکریم بن احمد
المنتقى من منهاج الاعتدال — أبوعبداللہ محمد بن عثمان الذہبی
منهاج السنة النبوية فی نقض كلام الشيعة والقدرية
شیخ الاسلام أحمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ
نشأة التشيع وتطوره والأسس التی يقوم عليها
شیخ محبّ الدین الخطیب
نظرية الإمامة لدى الشيعة الاثنیٰ عشرية — شیخ أحمد محمود صبحی
نقض عقائد الشيعة — شیخ عبداللہ السویدی
الوشيعة فی نقد عقائد الشيعة — شیخ محمد سہیل لاہوری

خلاصہ کتاب:

۞ شیعہ مذہب کا بانی ''عبداللہ بن سباء یہودی'' ہے۔

۞ شیعہ کا لغوی معنی اطاعت واتباع کرنا، مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اوران کی اولاد میں سے گیارہ آدمیوں کی امامت و پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں اورانھیں معصوم ہی نہیں بلکہ فرشتوں سے زیادہ افضل سمجھتے ہیں۔

۞ علمائے اسلام نے فرقہ اثناعشری کو ان کے کفریہ وشرکیہ عقائد کی بناپر کافر قرار دیا ہے۔

۞ اللہ کے نبی ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے بارہ ائمہ معصومین پر ایمان لانے کو فرض قرار دیتے ہیں اسی لئے ان کو شیعہ اثناعشری کہا جاتا ہے۔

۞ امام غائب سے مراد گیارہویں امام حسن بن علی عسکری کے موہوم اکلوتے فرزند ''محمد'' ہیں جو اپنے والد کی رحلت سے صرف دس دن پہلے غائب ہوگئے، انہی کو شیعہ حضرات ''مہدی موعود'' ''امام آخرالزماں'' ''القائم المنتظر'' اور قائم آل محمد'' کہتے ہیں۔

۞ بزعم شیعہ امام غائب کی ولادت باختلاف روایت ۲۵۵ھ یا ۲۵٦ھ میں ہوئی ہے۔

۞ تاریخی شہادت اور تحقیقی بات یہ ہے کہ امام حسن بن علی عسکری کا کوئی بیٹا پیدا ہی نہیں ہوا جو ان کی خلافت وامامت کا فریضہ انجام دے سکے۔

۞ شیعوں کے مہدی موعود (قائم آل محمد) کا وجود محض فرضی اور موہوم ہے۔

۞ امامت، نبوت کی طرح عطیہ الٰہی ہے اور اس منصب پر فائز ہونے والے ائمہ انبیاء کرام کی طرح معصوم ہیں بلکہ کائنات میں تکوینی تصرف کرنے کے اختیارات انھیں حاصل ہیں اور وہ عالم ما کان وما یکون ہیں۔

۞ جو شخص امام غائب کی غیبت و امامت پر ثابت قدم رہا تو اللہ تعالیٰ اسے شہداء بدر کے ایک ہزار شہیدوں کے برابر ثواب دے گا۔

۞ مام غائب کا مسکن کہاں ہے؟ اس سلسلے میں شیعوں کے مختلف اقوال ہیں، بعض کے نزدیک ان کا مستقر سامراء کا تہہ خانہ (سرداب) ہے یا مدینہ طیبہ، یا مکہ ، یا وادی ذی طوی یا ملک یمن کا وادی شمروخ ہے۔

۞ امام غائب کے غیبت کی دو حیثیت تھی، ایک صغریٰ جسے سفارتی دور کہا جاتا ہے، اس کی کل مدت ۷۳ یا ۷۴ سال تھی، عباسی حکام کی تحقیق و تفتیش کے وقت یہ سلسلہ بند کر کے یہ مشہور کر دیا گیا کہ غیبت صغریٰ کا دور ختم ہو گیا اور غیبت کبریٰ کے سلسلے کا آغاز ہو گیا ہے، اب ان سے ملاقات ممکن نہیں ہے۔

۞ امام غائب کے پہلے سفیر کا نام ابوبکر عثمان بن سعید عمری اور آخری سفیر کا نام ابوالحسن علی بن محمد السیمری تھا۔

۞ امام مہدی کو اس لئے غائب کہا گیا کہ اللہ اپنی ساری مخلوقات کا امتحان کر کے نیک و بد کا امتیاز کر سکے۔

۞ جب تین سو تیرہ اہل اخلاص ان کے پاس جمع ہو جائیں گے تو وہ غار سے باہر آ کر اپنا کام شروع فرمائیں گے۔

۞ امام غائب کے ظہور کا انتظار کرنے والے اللہ کے اولیاء ہیں اور اگر ان کے خروج سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا تو وہ شہادت کے درجہ پر فائز ہو گا۔

۞ امام مہدی کے ظہور کے وقت رسول اللہ ﷺ ، امیر المومنین علی بن ابی طالب، حمیراء فاطمہ، حضرت حسن و حسین اور تمام ائمہ اور ان کے علاوہ تمام خواص مومنین زندہ ہو کر اپنی قبروں سے باہر آئیں گے اور ان سے بیعت کریں گے۔

۞ خلفائے راشدین، اکابرین صحابہ اور امہات المؤمنین خصوصا حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے خلاف ہذیان گوئی اور خبث باطنی کا مظاہرہ کرنا شیعہ واعظین وذاکرین اور مصنفین کا عام شیوہ ہے۔

۞ شیعوں کے بقول چند صحابہ کو چھوڑ کر عام صحابہ منافق اور بے ایمان تھے۔

۞ امام غائب شیخین صدیق اکبر و فاروق اعظم کو درخت پر لٹکا کر زندہ جلائیں گے، ہزار بار موت دیں گے اور زندہ کریں گے۔

۞ **"من أقر بجميع الأئمة وجحد المهدى كان كمن أقر بجميع الأنبياء وجحد محمدا ﷺ نبوته"۔**

ترجمہ: جس کسی نے امام مہدی کی امامت ونبوت کا انکار کیا تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے تمام انبیاء کا اقرار کیا اور محمد ﷺ کی نبوت ورسالت کا انکار کیا۔

۞ موجودہ قرآن محرّف ہے اور اصلی قرآن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جو یکے بعد دیگرے ائمہ کے پاس سے ہوتا ہوا اب بارہویں امام مہدی کے پاس ہے ان کا جو ظہور ہوگا تو وہ اپنے ہمراہ اصلی قرآن لائیں گے۔

۞ شیعی عقائد ونظریات کی تردید میں ہر دور کے ربانی علماء نے جزوی و مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں، ان میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، امام ذہبی، امام محمد بن عبدالوہاب نجدی، شیخ محبّ الدین خطیب اور شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی وغیرہم کے اسماء گرامی سرفہرست ہیں۔

۞ احادیث صحیحہ میں جس امام مہدی کے ظہور سے متعلق پیشین گوئی موجود ہے وہ برحق ہے، ان روایات میں شیعوں کے امام غائب کا کوئی حصہ نہیں ہے، بلکہ وہ ایک خیالی، خرافی اور موہوم شخصیت کا نام ہے جو شیعوں کو ہی مبارک ہو اور وہ قیامت تک ان کے خروج وظہور کا انتظار کرتے رہیں۔

والحمدلله الذی بنعمته تتم الصالحات، وصلی الله علی نبینامحمد وعلی آله وصحبه وسلم تسلیماً کثیراً.

☆☆☆

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ: "إن کان مستحلاً لسب الصحابة رضی الله عنهم فهو کافر" اگر کوئی صحابہ پر سب وشتم کو حلال سمجھتا ہے تو وہ کافر ہے۔

(الحجة علی تاوك المحجة: ٤٠٥، ٤٠٦، ح ١٥٤، ١٥٥)

فہرست مصادر ومراجع
(بہ ترتیب حروف تہجی)

القرآن الكريم	تنزيل من رب العالمين
الإحتجاج على أهل اللجاج	أحمد بن علی بن أبی طالب طبرسی
أحسن المقال ترجمه منتهى الأعمال	شیخ عباس قمی
الإرشاد	محمد بن نعمان المفید
أسرار آل محمد	سلیم بن قیس کوفی
الأصول من الكافى	أبوجعفر محمد بن یعقوب کلینی
إكمال الدين وتمام النعمة فى اثبات الرجعة	محمد بن بابویہ القمی
إعلام الورىٰ بأعلام الهدى	أبوعلی الفضل بن الحسن الطبرسی
الأنوار النعمانية فى بيان معرة النشأة الإنسانية	نعمۃ اللہ الجزائری
أمهات الأئمة	ملک غلام حیدر
ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت	مولانا محمد منظور نعمانی
بحار الأنوار الجامعة لدر أخبار الائمة الأطهار	محمد باقر مجلسی
البرهان فى تفسير القرآن	سید ہاشم بن سید سلیمان الحسینی
تاج العروس من جواهر القاموس	محمد مرتضی زبیدی
تجليات صداقت بجواب آفتاب هدايت	محمد حسین
تحفۂ العوام مقبول	مفتی سید احمد علی
تحفة نماز جعفريه	سید زوار الحسین الہمدانی
تنزيه الأنساب فى قبائل الأعراب شيوخ الأصحاب	محمد ماہ عالم
تهذيب اللغة	محمد بن أحمد أزہری

جلاء العیون — ملا محمد باقر مجلسی

جمهرة اللغة — أبو بکر محمد بن الحسن بن درید

چودہ ستارے — نجم الحسن

حق الیقین — ملا محمد باقر مجلسی

الحکومة الإسلامیة — امام روح اللہ خمینی

حیات القلوب — ملا محمد باقر مجلسی

السیف المسلول — قاضی ثناء اللہ

الشیعة فی التأریخ — علامہ احسان الٰہی ظہیر

الشیعة و أهل البیت — علامہ احسان الٰہی ظہیر

الشیعة و التشیع فرق و تأریخ — علامہ احسان الٰہی ظہیر

الفصول المهمة فی معرفة أحوال الائمة — محمد بن حسن عاملی

القاموس المحیط — محمد بن یعقوب فیروز آبادی

کتاب الأربعین — خلیل بن أحمد فراہیدی

کتاب الحجة من الکافی — أبو جعفر محمد بن یعقوب کلینی

کتاب الغیبة — محمد بن ابراہیم النعمانی

کشف الغمة فی معرفة الائمة — علی بن عیسیٰ الأربلی

لسان العرب — جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور

مقدمة تفسیر أنوار النجف فی أسرار المصحف — حسین بخش

منتخب الأثر — لطف اللہ الصافی

منتخب بصائر الدرجات — محمد شریف بن شیر شاہ

☆☆☆

مؤلف کی دیگر علمی و دعوتی کاوشیں

(۱) ماثور دعائیں (اردو/مطبوع)

(۲) تنویر الایمان (اردو/مطبوع)

(۳) قطف الثمر فی مصطلح أهل الاثر (اردو/مطبوع)

(۴) شیعہ اور امام غائب (اردو/مطبوع)

(۵) امام ترمذی اور ان کی جامع (اردو/مطبوع)

(۶) امام ابوداؤد اور ان کی سنن (اردو/غیر مطبوع)

(۷) امام بخاری اور ان کی صحیح (اردو/غیر مطبوع)

(۸) فتنۂ انکار حدیث کی سرکوبی میں علامہ ثناء اللہ امرتسری کی مساعی (اردو/غیر مطبوع)

(۹) وتر کے احکام و مسائل (اردو/زیر تالیف)

(۱۰) نیل الوطر فی ترجمۃ الحافظ ابن حجر (عربی/غیر مطبوع)

(۱۱) اشاریہ ماہنامہ ''السراج'' (از: جون ۹۴ تا مئی ۲۰۰۴ء) (اردو/مطبوع)

(۱۲) تحفۃ الاخوان فی بیان مؤلفات الشیخ محمد نواب صدیق حسن خاں (اردو/غیر مطبوع)

(۱۳) نیل المرام فی ترجمۃ کتاب ''تنبیہ الکرام علی احادیث بلوغ المرام (ترجمہ اردو/غیر مطبوع)

(۱۴) ایمان و عمل (مؤلف، علامہ عبدالرؤف رحمانی) (تخریج/غیر مطبوع)

(۱۵) أهم المصنفات فی تراجم الصحابة (عربی/غیر مطبوع)

SHIYA AUR IMAM-E GHAYEB
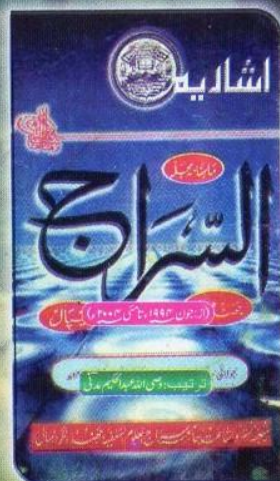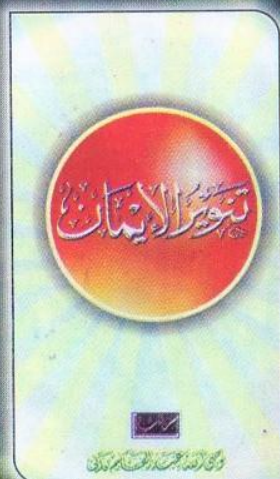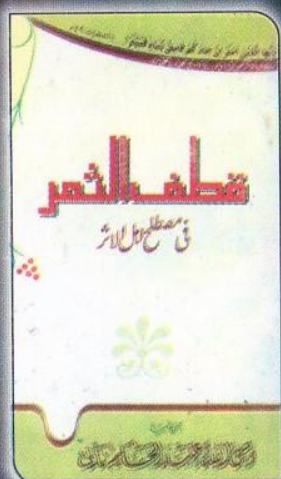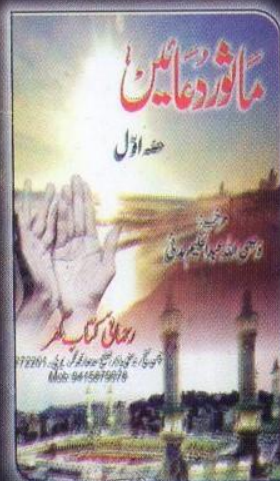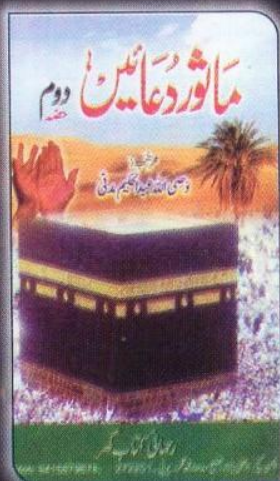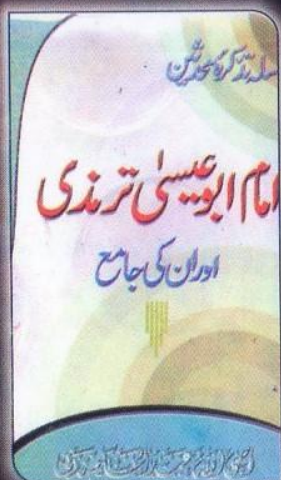
By

Wasiullah Abdul Hakeem Madani